اکادمی ادبیات پاکستان

قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن

☆☆☆

روداد

اہل قلم کے لیے دوسرا دس روزہ

بین الصوبائی اقامتی منصوبہ

15 تا 24 جنوری 2026

اکادمی ادبیات پاکستان

پطرس بخاری روڈ، سیکٹر ایچ ایٹ ون، اسلام آباد

پروگرام کی تفصیل*

تاریخ،دن	سرگرمی	وقت	مقام
15 جنوری 2026، جمعرات	• مہمانوں کی آمد		
16 جنوری 2026، جمعۃ المبارک	• افتتاحی اجلاس	10:30 بجے تا 12:00 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
	• مہمانوں کا اکادمی کے مختلف شعبوں کا دورہ	12:00 بجے تا 1:00 بجے	-------
	وقفہ برائے نمازِ جمعہ و ظہرانہ		
	• راولپنڈی، اسلام آباد کے سینئر اہل قلم سے مکالمہ	2:00 بجے تا 4:00 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
	• حلقہ اربابِ ذوق، اسلام آباد کا اجلاس	5:00 بجے تا 7:00 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
17 جنوری 2026، ہفتہ	• اسلام آباد کے تفریحی مقامات کا دورہ	10:00 بجے تا 4:00 بجے	-------
	• دعوت و ملاقات: جناب فرخ یار	5:30 بجے تا 7:30 بجے	رہائش گاہ جناب فرخ یار
18 جنوری 2026، اتوار	• دعوت و ملاقات: جناب محمد حمید شاہد	10:00 بجے تا 12:00 بجے	رہائش گاہ جناب محمد حمید شاہد
	• دعوت و ملاقات: جناب اظہار الحق	4:00 بجے تا 6:00 بجے	اسلام آباد کلب
19 جنوری 2026، سوموار	• ادارہ فروغِ قومی زبان کا دورہ	9:30 بجے تا 10:30 بجے	-------
	• نیشنل بک فاؤنڈیشن کا دورہ	11:00 بجے تا 12:00 بجے	-------
	• نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی کا دورہ	12:30 بجے تا 2:30 بجے	-------
	• دعوت و ملاقات: محترمہ ثروت محی الدین	5:30 بجے تا 7:30 بجے	رہائش گاہ محترمہ ثروت محی الدین
20 جنوری 2026، منگل	• جناب انتظار حسین کے صد سالہ یوم پیدائش کے حوالے سے تقریب	10:00 بجے تا 11:30 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
	• جناب ناصر کاظمی کے صد سالہ یوم پیدائش کے حوالے سے تقریب	12:00 بجے تا 1:30 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
	• دعوت و ملاقات: محترمہ قیصرہ علوی	5:00 بجے تا 8:00 بجے	رہائش گاہ محترمہ قیصرہ علوی
21 جنوری 2026، بدھ	• تقریبِ رونمائی کتب: پاکستانی ادب کے معمار	10:00 بجے تا 11:30 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
	• تقریبِ رونمائی کتب: قومی و بین الاقوامی زبانوں کا ادب	12:00 بجے تا 1:00 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
	• تقریبِ رونمائی: رسائل و جرائد	1:00 بجے تا 2:00 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
	وقفہ برائے نماز و ظہرانہ		
	• "چائے، باتیں اور کتابیں" کے تحت نوجوان اہل قلم سے مکالمہ	4:00 بجے تا 5:30 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
	• محترمہ نعیم فاطمہ علوی کے ساتھ ملاقات اور عشائیہ	7:00 بجے تا 9:00 بجے	رہائش گاہ محترمہ نعیم فاطمہ علوی
22 جنوری 2026، جمعرات	• انسٹی ٹیوٹ آف سٹریٹیجک سٹڈیز، اسلام آباد کا دورہ	10:00 بجے تا 11:30 بجے	-------
	• پاکستانی زبانوں کے اہل قلم سے مکالمہ	2:30 بجے تا 4:00 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
	• 'اہل قلم سے ملیے' کے تحت جناب حسن عباس رضا سے مکالمہ	4:00 بجے تا 5:30 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
23 جنوری 2026، جمعۃ المبارک	• اختتامی اجلاس	3:00 بجے تا 4:30 بجے	شیخ ایاز کانفرنس ہال
	• محترمہ فرحین چوہدری کی طرف سے مفرحات	4:30 بجے	کمیٹی روم II
	• دعوت و ملاقات: "دھرتی رنگ رائٹرز کلب، راولپنڈی"	6:00 بجے تا 8:00 بجے	-------
24 جنوری 2026، ہفتہ	• واپس روانگی	10:30 بجے	

*ترتیب میں معمولی ردوبدل ممکن ہے۔

اکادمی ادبیاتِ پاکستان
قومی ورثہ وثقافت ڈویژن

کے زیرِ اہتمام

اہل قلم کے لیے دوسرا دس روزہ
بین الصوبائی اقامتی منصوبہ
15 تا 24 جنوری 2026

حسب پروگرام آپ کو شرکت کی دعوت ہے۔

پابندیٔ وقت کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

متمنیِ شرکت
ڈاکٹر نجیبہ عارف
(صدر نشین، اکادمی ادبیات پاکستان)

رابطہ کار
میر نواز سولنگی (ڈپٹی ڈائریکٹر ایوارڈز اینڈ پروگرامز) 0333-5040866
ڈاکٹر بی بی امینہ (ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈمن) 051-9269712

افتتاحی اجلاس
16 جنوری 2026، بروز جمعۃ المبارک 10:30 بجے تا 12:00 بجے
شیخ ایاز کانفرنس ہال

صدارت: جناب افتخار عارف
مہمانِ خصوصی: جناب اورنگزیب خان کھچی (وفاقی وزیر برائے قومی ورثہ وثقافت ڈویژن)
مہمانِ اعزاز: جناب اسد رحمان گیلانی (وفاقی سیکرٹری برائے قومی ورثہ وثقافت ڈویژن)
کلیدی گفتگو: جناب محمد حفیظ خان
نظامت: جناب محبوب ظفر

سینئر اہل قلم سے مکالمہ
16 جنوری 2026، بروز جمعۃ المبارک، 2:00 تا 4:00
شیخ ایاز کانفرنس ہال

مہمان اہلِ قلم: جناب محمد عاطف علیم، جناب راحت سرحدی، جناب اسرار ایوب، جناب عبدالقادر تاباں، جناب فرخ یار، محترمہ فرحین چوہدری، جناب عابد سیال، جناب شکیل جاذب، ڈاکٹر عزیز فیصل، جناب رشاد بخاری، محترمہ نصرت مسعود، محترمہ محمودہ غازیہ، جناب اشفاق ناصر، جناب رحمن فارس، جناب افضل خان
نظامت: محترمہ درشہوار توصیف

جناب انتظار حسین کے صد سالہ یومِ پیدائش کے حوالے سے تقریب
20 جنوری 2026، بروز منگل، 10:00 تا 11:30
شیخ ایاز کانفرنس ہال

مجلسِ صدارت: جناب محمد حمید شاہد، جناب عبدالوحید رانا
مہمانانِ خصوصی: محترمہ قیصرہ علوی، جناب عرفان احمد عرفی
اظہارِ خیال: جناب زیف سید، ڈاکٹر ناہید قمر
نظامت: محترمہ صنوبر الطاف

جناب ناصر کاظمی کے صد سالہ یومِ پیدائش کے حوالے سے تقریب
20 جنوری 2026، بروز منگل، 12:00 تا 1:30
شیخ ایاز کانفرنس ہال

صدارت: جناب علی اکبر عباس
مہمانِ خصوصی: جناب اختر عثمان، جناب منظر نقوی
اظہارِ خیال: ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر صلاح الدین درویش
نظامت: جناب الیاس بابر اعوان

تقریبِ رونمائیٔ کتب: پاکستانی ادب کے معمار
21 جنوری 2026، بروز بدھ، 10:00 تا 11:30
شیخ ایاز کانفرنس ہال

صدارت: پروفیسر جلیل عالی
مہمانانِ خصوصی: ڈاکٹر انعام الحق جاوید، ڈاکٹر وحید احمد

اظہارِ خیال:

ڈاکٹر شیر علی	غلام محمد قاصر: شخصیت اور فن از ڈاکٹر طارق ہاشمی
محترمہ نعیم فاطمہ علوی	ڈاکٹر فاطمہ حسن: شخصیت اور فن از ڈاکٹر شیراز زیدی
ڈاکٹر روش ندیم	ثروت حسین: شخصیت اور فن از ڈاکٹر عدنان بشیر
ڈاکٹر مہناز انجم	قیوم نظر: شخصیت اور فن از ڈاکٹر ایوب ندیم

نظامت: جناب سلیم اختر

تقریبِ رونمائیٔ کتب: قومی و بین الاقوامی زبانوں کا ادب
21 جنوری 2026، بروز بدھ، 12:00 تا 1:00
شیخ ایاز کانفرنس ہال

صدارت: ڈاکٹر احسان اکبر
مہمانانِ خصوصی: جناب سلمان باسط، جناب ارشد وحید

اظہارِ خیال:

ڈاکٹر صفدر رشید	میکس ہافلار (ناول) از غلام احمد بشیر، فاروق خالد
جناب سمیع الرحمان	پشتو ناول (1947 تا حال) از کلثوم زیب
ڈاکٹر منظور ویسریو	یدغا زبان و ادب از ڈاکٹر اسماعیل گوہر

نظامت: جناب عثمان غنی

تقریبِ رونمائی: رسائل و جرائد
21 جنوری 2026، بروز بدھ، 1:00 تا 2:00
شیخ ایاز کانفرنس ہال

مجلسِ صدارت: جناب علی محمد فرشی، جناب احمد حاطب صدیقی
مہمانانِ خصوصی: محترمہ فریدہ حفیظ، ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر

اظہارِ خیال:

ڈاکٹر حمیرا اشفاق	سہ ماہی ادبیات، شمارہ نمبر 142 (آفتاب اقبال شمیم نمبر)
	سہ ماہی ادبیات، شمارہ نمبر 44-143
ڈاکٹر ریاض عادل	سہ ماہی ادبیات اطفال، شمارہ نمبر 30
	سہ ماہی ادبیات اطفال، شمارہ نمبر 31
	سہ ماہی ادبیات اطفال، شمارہ نمبر 32
	سہ ماہی ادبیات اطفال، شمارہ نمبر 33

نظامت: جناب کاشف عرفان

چائے باتیں اور کتابیں
21 جنوری 2026، بروز بدھ، 4:00 تا 5:30
شیخ ایاز کانفرنس ہال

شرکائے گفتگو: جناب محمد شیراز دستی، جناب سرمد سروش، محترمہ فاطمہ عثمان، جناب عثمان عالم، جناب احمد رضا راجا، جناب ارشد ملک، محترمہ صباح کاظمی، محترمہ فاخرہ نورین، محترمہ راشدہ ماہین ملک، جناب طیب عزیز ناسک، جناب عقیل شاہ، جناب حمزہ حسن شیخ، جناب ذیشان حیدر، جناب رفاقت راضی جناب سعید شارق، جناب اکبر نیازی، جناب جمیل اختر
نظامت: جناب منیر فیاض

پاکستانی زبانوں کے اہل قلم سے مکالمہ
22 جنوری 2026، بروز جمعرات، 2:30 تا 4:00
شیخ ایاز کانفرنس ہال

مہمان اہلِ قلم: محترمہ ثروت محی الدین، سید ضیا الدین نعیم، جناب حکیم صفدر وامق، جناب شریف شاد، جناب انجم سلیمی، جناب محمد حسن حسرت، جناب اقبال حسین افکار، جناب طارق بھٹی، جناب ملک مہر علی، محترمہ زبیدہ بروانی، ڈاکٹر ضیاالرحمان بلوچ، جناب راشد عباسی
نظامت: محترمہ سعدیہ کمال

اہل قلم سے ملیے (حسن عباس رضا سے مکالمہ)
22 جنوری 2026، بروز جمعرات، 4:00 تا 5:30
شیخ ایاز کانفرنس ہال

شرکائے گفتگو: جناب قیوم طاہر، جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی، محترمہ افشاں عباسی، محترمہ شاذیہ اکبر
نظامت: محترمہ عائشہ مسعود ملک

اختتامی اجلاس
23 جنوری 2026، بروز جمعۃ المبارک، 3:00 بجے تا 4:30 بجے
شیخ ایاز کانفرنس ہال

مجلسِ صدارت: سینیٹر پرویز رشید، محترمہ کشور ناہید
مہمانانِ خصوصی: ڈاکٹر مقصود جعفری، جناب جبار مرزا، جناب امداد آکاش، جناب رفیق سندیلوی
مہمانانِ اعزاز: سید ابرار حسین، ڈاکٹر سفیر اعوان، محترمہ پروین طاہر، جناب سعید اختر ملک
نظامت: جناب رحمان حفیظ

تعارف اور پس منظر

اکادمی ادبیات پاکستان نے اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ جس طرح ترقی یافتہ ممالک میں ادیبوں اور فن کاروں کے لیے اقامتی منصوبے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس طرح پاکستانی ادیبوں کے لیے بھی اقامتی منصوبے کا اجرا کیا جائے۔ یہ پاکستان کی ادبی تاریخ میں اپنی طرز کا پہلا تجربہ تھا جس کے مقاصد میں مضافات میں رہ کر ادب تخلیق کرنے والے نوجوان اہل قلم کی صلاحیتوں کو جلا بخشنا، مضافاتی ادیبوں کو مرکزی دھارے میں لانے کی سعی کرنا، پاکستان میں بین الصوبائی / بین الثقافتی / بین اللسانی ہم آہنگی کا فروغ، ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کرنا، اختلاف رائے کے احترام کا ماحول پیدا کرنا اور وفاقی دارالحکومت کی ادبی فضا میں نئی آوازوں کو شامل کرنا، شامل تھے۔ طریقہ کار یہ رکھا گیا کہ اقامتی منصوبے کے شرکا کو اہم ادبی و ثقافتی اداروں کے دورے کرائے جائیں، سیاحتی و تاریخی و ثقافتی مقامات کی سیر کرائی جائے، ادبی تنظیموں کے اراکین سے ملوایا جائے، نوجوان اور سینئر اہل قلم سے خصوصی مکالے کرائے جائیں، اور ادبی و ثقافتی تقاریب میں شرکت کرائی جائے۔ مہمان اہل قلم کو اکادمی کی طرف سے "رائٹرز ہاؤس" میں قیام وطعام کی سہولیات فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس منصوبے کے تحت ۲۰۲۵ میں ملک بھر سے تشریف لائے ہوئے بیس اہل قلم اقامتی منصوبے کا حصہ بنے، جنھوں نے منصوبے کے تحت ترتیب دیے جانے والے پروگراموں میں بھرپور شرکت کی۔

امسال اکادمی نے نوجوان اہل قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے میں شمولیت کی درخواستیں مدعو کرنے کے لیے ۲۲ نومبر ۲۰۲۵ کو قومی اخبارات میں اشتہار شائع کرایا۔ عمر کی حد ۵۰ سال مقرر کی گئی۔ اس کے نتیجے میں اکادمی کو ملک بھر سے ۳۰۰ سے زائد اہل قلم کی درخواستیں موصول ہوئیں۔ درخواستوں کی جانچ پڑتال کے لیے کہنہ مشق اہل قلم پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی۔ کمیٹی نے پاکستان کے مختلف صوبوں / خطوں کی نمائندگی، مضافاتی ادیبوں کی ترجیح، مطبوعات کا معیار و مقدار، صنفی توازن، اقلیتوں کی نمائندگی، عمر کی حد (۵۰ سال) خصوصی افراد کی نمائندگی وغیرہ کی طرح کے متعدد امور پیش نظر رکھے۔ بالآخر بیس (۲۰) اہلِ قلم خواتین و حضرات کو منتخب کیا گیا۔ منتخب نہ ہو سکنے والوں میں بھی بعض نہایت مضبوط امیدوار تھے مگر اکادمی کے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی تعداد پر اکتفا کیا گیا۔

شرکا کی تفصیل اور اکادمی آمد

اقامتی منصوبے کے لیے منتخب ہونے والے شرکا کی تفصیل درج ذیل ہے: جناب غلام مجتبیٰ لاڑک [جی۔ایم۔لاڑک] (گھوٹکی، سندھ)، جناب غلام رسول شیخ [روشن شیخ] (خیرپور، سندھ)، جناب محمد عیسیٰ (لاڑکانہ، سندھ)، محترمہ شہزین فراز (حیدرآباد، سندھ)، محترمہ بسمہ نذیر (نوشہرہ، خیبر پختون خوا)، جناب سید خرم شاہ (مانسہرہ، خیبر پختون خوا)، جناب محمد ارشد سلیم (چارسدہ، خیبر پختون خوا)، جناب محمد عمر خان [عمر خان عمر] (مینگورہ، سوات، خیبر پختون خوا)، محترمہ لاریب احتشام (کوئٹہ، بلوچستان)، محترمہ زنیرہ گل درانی (کوئٹہ، بلوچستان)، جناب نورالحق شاہ (خاران، بلوچستان)، جناب سیف الرحمن [شہزاد سلطان بلوچ] (خضدار، بلوچستان)، محترمہ نازو عروج [محرم عروج] (جڑانوالہ، پنجاب)، جناب محمد لقمان (لیہ، پنجاب)، جناب عرفان حیدر شاہ (شاہ پور، پنجاب)، جناب امیر حمزہ شاکر [شاکر جتوئی] (ساہیوال، پنجاب)، جناب یوحنا جان (حافظ آباد، پنجاب)، جناب منظور حسین [منظورِ نظر] (سکردو، گلگت بلتستان)، محترمہ آمینہ یونس (گھانچے، گلگت بلتستان) اور جناب محمد مشتاق حسین [مشتاق حسین قادری] (مظفر آباد، آزاد کشمیر)۔ شرکا میں سے بیشتر 15 جنوری ۲۰۲۶ کی شام اکادمی کے رائٹرز ہاؤس پہنچ گئے جہاں ان کے قیام و طعام کا اہتمام اکادمی کی طرف سے تھا۔

جناب امیر حمزہ شاکر (ساہیوال)

جناب غلام مجتبیٰ لاڑک (ڈھرکی)

جناب محمد ارشد سلیم (چارسدہ)

جناب نورالحق شاہ (خاران)

جناب عرفان حیدر شاہ (شاہ پور)

محترمہ نازو عروج (جڑانوالہ)

محترمہ شہزین فراز (حیدرآباد)

محترمہ بسمہ نذیر (نوشہرہ)

محترمہ لاریب احتشام (کوئٹہ)

محترمہ زنیرہ گل (پشین)

محترمہ آمینہ یونس (گانچھے)

جناب غلام رسول شیخ (خیرپور)

جناب سید خرم شہزاد (مانسہرہ)

جناب محمد لقمان (لیہ)

جناب منظور حسین (سکردو)

جناب یوحنا جان (حافظ آباد)

جناب محمد عیسیٰ (لاڑکانہ)

جناب محمد عمر خان (مینگورہ)

جناب سیف الرحمٰن (خضدار)

جناب محمد مشتاق حسین قادری (مظفرآباد)

پہلا دن: ۱۶ جنوری ۲۰۲۶ء

افتتاحی اجلاس

اسلام آباد؛ ۱۶ جنوری ۲۰۲۶ء: اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے دوسرے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا افتتاحی اجلاس ۱۶ جنوری ۲۰۲۶ء کو صبح ساڑھے دس بجے شیخ ایاز کانفرنس ہال میں ایک پُر وقار اور باوقار تقریب کی صورت میں منعقد ہوا۔

اجلاس کی صدارت معروف شاعر، دانشور اور سابق صدر اکادمی ادبیات پاکستان جناب افتخار عارف نے کی۔ مہمانِ خصوصی وفاقی وزیر برائے قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن جناب اورنگزیب کھچی اور مہمانِ اعزاز وفاقی سیکرٹری برائے قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن جناب اسد رحمان گیلانی تھے۔ کلیدی خطبہ ممتاز ادیب و دانش ور جناب حفیظ خان نے پیش کیا جب کہ نظامت کے فرائض جناب محبوب ظفر نے انجام دیے۔ مہمانان گرامی کی آمد پر صدر نشین اکادمی پروفیسر ڈاکٹر نجیبہ عارف نے ان کا استقبال کیا اور انھیں پھول پیش کیے۔ بعد ازاں تقریب کا باقاعدہ آغاز قومی ترانے، تلاوت کلامِ پاک اور نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اپنے افتتاحی کلمات میں صدر نشین اکادمی ادبیات پاکستان ڈاکٹر نجیبہ عارف نے اقامتی منصوبے کے اغراض و مقاصد اور اس کی افادیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انھوں نے اکادمی کے قیام، ادبی سرگرمیوں اور جاری منصوبوں کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ اقامتی

منصوبے کا بنیادی مقصد پاکستان کے دور دراز اور مضافاتی علاقوں سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کو قومی ادبی دھارے سے جوڑنا اور ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارنا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ اس سال اکادمی کی تمام تقریبات ادارے کی گولڈن جوبلی کے سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ ملک بھر سے تشریف لانے والے اہلِ قلم کی شرکت کو انھوں نے اپنے لیے اعزاز قرار دیا اور ان کی موجودگی کے سبب اکادمی کو ''منی یا چھوٹا پاکستان'' کہا۔ معروف ادیب و دانشور جناب محمد حفیظ خان نے اپنے خطاب میں کہا کہ اکادمی ادبیات پاکستان نے پہلی بار اقامتی منصوبے جیسے سنجیدہ پروگرام کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا اور اس کے تسلسل کو بھی یقینی بنایا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ پروگرام محض ایک ادبی سرگرمی نہیں بلکہ ایک قومی فکری کاوش ہے، جہاں سے ادیب صرف مسودے نہیں بلکہ ایک دوسرے کی کہانیاں، آوازیں، مشترکہ ادبی شعور اور وسیع تر فکری تناظر ساتھ لے کر جائیں گے۔ ان کے مطابق ادیب کا کام نہ خوش فہمی پھیلانا ہے اور نہ مایوسی، بلکہ حقیقت کی پیچیدگیوں کو سادہ بنائے بغیر قابلِ فہم انداز میں پیش کرنا ہے۔ وفاقی سیکرٹری جناب اسد رحمان گیلانی نے ڈاکٹر نجیبہ عارف کو اس منصوبے پر مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ انھوں نے نہ صرف قیادت کا بھرپور مظاہرہ کیا بلکہ اس منصوبے کو وقار اور فکری شان کے ساتھ آگے بڑھایا۔ انھوں نے اکادمی کی پچاسویں سالگرہ پر مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ وزارتِ ثقافت اس منصوبے میں اکادمی کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور فنڈنگ کی وجہ سے کوئی منصوبہ ناکام نہیں ہونے دیا جائے گا۔ انھوں نے شرکا کو پاکستان کے ثقافتی سفیر قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ نوجوان لکھاری امن، رواداری اور مثبت فکر کو فروغ دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور مستقبل میں پاکستانی ادب کی عالمی سطح پر نمائندگی کریں گے۔ وفاقی وزیر جناب اورنگزیب کھچی نے اہلِ قلم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ادب اور ادبی اداروں کے تحفظ کے لیے پُرعزم ہے۔ انھوں نے مرحوم سینیٹر عرفان صدیقی کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا اور وزیرِاعظم شہباز شریف کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے ادبی اداروں کو مکمل تحفظ اور آزادی فراہم کی۔ انھوں نے بتایا کہ ادیبوں کے وظائف تیرہ ہزار سے بڑھا کر اب پچیس ہزار کرنے کی تجویز وزیرِاعظم آفس کو ارسال کی جا چکی ہے۔ نوجوان لکھاریوں سے مخاطب ہوتے ہوئے انھوں نے کہا کہ قوم کو ان کے قلم اور آواز کی ضرورت ہے اور ہم ان کے درمیان خود کو اہم اور محفوظ تصور کرتے ہیں کیوں کہ یہی ہماری اصل شناخت ہیں۔ خطبۂ صدارت میں جناب افتخار عارف نے مکالمے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اختلاف کو تصادم میں نہیں بدلنا چاہیے۔ انھوں نے ''پاکستانی ادب'' کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں بولی جانے والی ہر زبان میں تخلیق ہونے والا ادب، پاکستانی ادب ہے۔ ان کے مطابق ہر ادیب کو زمانہ، زبان اور زمین کے عناصر کو اپنی تخلیق میں شامل کرنا چاہیے۔ انھوں نے اہلِ قلم پر زور دیا کہ وہ سچ لکھیں، مظلوموں کے حق میں آواز بلند کریں اور اپنے عہد کے سوالات کو لفظ دیں۔ تقریب کے اختتام پر مہمانانِ گرامی اور شرکا کی گروپ فوٹو بنائی گئیں اور ظہرانے کا اہتمام کیا گیا۔

راولپنڈی، اسلام آباد کے سینئر اہلِ قلم سے مکالمہ

اسلام آباد: ۱۶ جنوری ۲۰۲۶ء: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے دوسرے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے سلسلے میں ’’سینئر اہلِ قلم سے مکالمہ‘‘ کے عنوان سے ایک بامعنی اور فکری پروگرام منعقد ہوا۔ یہ نشست ۱۶ جنوری ۲۰۲۶ء کو دوپہر دو بجے اکادمی کے کمیٹی روم نمبر ا میں منعقد ہوئی جس میں ملک کے مختلف صوبوں سے آئے ہوئے بیس منتخب اہلِ قلم اور سینئر اہلِ قلم نے شرکت کی۔ اس نشست کا مقصد نوجوان اور ابھرتے ہوئے لکھاریوں کو سینئر اور کہنہ مشق اہلِ قلم کے تجربات، فکری بصیرت اور ادبی سفر سے روشناس کرانا تھا تاکہ بین الصوبائی سطح پر ادبی ہم آہنگی، مکالمے اور تخلیقی تبادلے کو فروغ دیا جا سکے۔ مکالمے میں بطور مہمانِ اہلِ قلم جناب محمد عاطف علیم، جناب راحت سرحدی، جناب اسرار ایوب، جناب فرخ یار، جناب عابد سیال، جناب شکیل جاذب، جناب اشفاق ناصر، جناب ارشاد بخاری اور محترمہ محمودہ غازیہ نے شرکت کی۔ ان معزز شخصیات نے اپنے تخلیقی تجربات، ادبی رجحانات، عصرِ حاضر کے فکری مسائل اور ادب کے سماجی کردار پر تفصیلی اظہارِ خیال کیا۔ سینئر اہلِ قلم نے شرکا سے گفتگو کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ادب محض جمالیاتی اظہار نہیں بلکہ سماج کی تشکیل، تہذیبی شناخت اور انسانی اقدار کے تحفظ کا مؤثر وسیلہ بھی ہے۔ انھوں نے نوجوان لکھاریوں کو مطالعے کی وسعت، زبان پر دسترس، روایت اور جدت کے باہمی ربط اور دیانت دار تخلیقی عمل کی اہمیت پر قیمتی مشورے دیے۔ سوال و جواب کے سیشن میں مختلف صوبوں سے آئے اہلِ قلم نے بھرپور حصہ لیا جس سے نشست نہایت متحرک اور بامقصد بن گئی۔ تخلیقی عمل میں درپیش مسائل، مزاحمت اور معتبر ادیبوں میں اپنی جگہ بنانا جیسے موضوعات کو زیرِ بحث لایا گیا۔ نشست کی نظامت کے فرائض محترمہ درِ شہوار توصیف نے خوش اسلوبی سے انجام دیے۔ ان کی سنجیدہ مگر رواں نظامت نے مکالمے کو مربوط رکھا اور تمام مہمانانِ اہلِ قلم کو اظہارِ خیال کا مناسب موقع فراہم کیا۔ آخر میں شرکا نے اکادمی ادبیات پاکستان کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے کہا کہ اس نوعیت کے اقامتی منصوبے اور مکالماتی نشستیں نہ صرف تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارتی ہیں بلکہ قومی سطح پر ادبی یگانگت اور فکری ہم آہنگی کو بھی فروغ دیتی ہیں۔ پروگرام کا اختتام ایک مثبت اور حوصلہ افزا فکری فضا میں ہوا۔

اکادمی ادبیات پاکستان کے شعبوں کا دورہ

اقامتی منصوبے میں آنے والے نوجوان اہل قلم نے اکادمی ادبیات کا تفصیلی دورہ کیا۔اس موقعے پر اکادمی کی ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر بی امینہ نے انھیں لائبریری، ایوان اعزاز، سٹوڈیو، عجائب گھر وغیرہ کا دورہ کرایا۔اکادمی کی سرگرمیوں اور منصوبوں کے حوالے سے شرکا نے سوالات کیے اور ڈاکٹر بی امینہ نے ان کے تفصیلی جوابات دیے۔

حلقۂ اربابِ ذوق، اسلام آباد کا اجلاس

اسلام آباد ؛ ۱۶ جنوری ۲۰۲۶ء: دوسرے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے منتخب اہلِ قلم نے ۱۶ جنوری کو شام ساڑھے پانچ بجے حلقۂ اربابِ ذوق، اسلام آباد کے ایک خصوصی اجلاس میں شرکت کی، جس کی صدارت ممتاز ادیب و ناول نگار جناب اختر رضا سلیمی نے کی۔ اجلاس کے آغاز میں حلقۂ اربابِ ذوق کے سیکرٹری جناب منیر فیاض نے شرکا کو خوش آمدید کہتے ہوئے حلقے کا جامع تعارف کروایا اور اس کی تاریخ، اغراض و مقاصد اور ادبی روایت پر روشنی ڈالی۔ انھوں نے کہا کہ حلقۂ اربابِ ذوق ہمیشہ سے تخلیقی آزادی، تنقیدی مکالمے اور نئے ادبی رجحانات کی آبیاری کا مرکز رہا ہے۔اجلاس کے دوران اصنافِ ادب میں افسانہ، ناول، نظم اور غزل پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ شرکا نے معاصر ادبی منظر نامے میں ان اصناف کی ہیئت، موضوعات اور فنی تقاضوں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا، جب کہ صحت مند تنقید اور مکالمے کے ذریعے تخلیقی امکانات کو اجاگر کیا گیا۔

دوسرا دن: ۱۷ جنوری ۲۰۲۶ء

اسلام آباد کے مقامات کا تفریحی و معلوماتی دورہ

۱۷ جنوری ۲۰۲۶: اقامتی منصوبے میں آنے والے نوجوان اہل قلم نے اپنی اقامت کے دوسرے روز اسلام آباد کے اہم تفریحی مقامات لوک ورثہ، پاکستان مونومنٹ، دامن کوہ اور فیصل مسجد کا تفریحی و معلوماتی دورہ کیا گیا۔ اس موقع پر اکادمی کے ڈپٹی ڈائریکٹر جناب میر نواز سولنگی اور فوکل پرسن جناب زاہد گلزار بھی مہمان شرکا کے ساتھ تھے۔ شرکا تفریحی مقامات سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ یہاں ملک کے طول و عرض سے جمع ہونے والے اہل قلم کو غیر رسمی انداز میں علمی ادبی روابط قائم کرنے اور ایک دوسرے کا نقطۂ نظر سمجھنے کا موقع ملا۔

لوک ورثہ کے مقام پر اقامتی منصوبے کے شرکا کا گروپ فوٹو

پاکستان مونومنٹ کے مقام پر اقامتی منصوبے کے شرکا کا گروپ فوٹو

شاہ فیصل مسجد کے احاطے میں اقامتی منصوبے کے شرکا کا گروپ فوٹو

دامن کوہ کے تفریحی مقام پر اقامتی منصوبے کے شرکا

دعوت وملاقات: جناب فرخ یار

اسلام آباد؛ ۱۷ جنوری ۲۰۲۶: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام جاری اقامتی منصوبے کے اہلِ قلم شرکا کے لیے عصرِ حاضر کے ممتاز اردو نظم گو شاعر جناب فرخ یار کی دعوت پر ایک یادگار اور فکر انگیز ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ ان کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والی یہ نشست غیر رسمی مگر معنویت سے بھرپور تھی جس میں ادب، تاریخ، مزاحمت، تہذیب اور تخلیقی ذمہ داری پر سنجیدہ اور بامعنی گفتگو ہوئی۔ نشست کے آغاز میں جناب فرخ یار نے اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین پروفیسر ڈاکٹر نجیبہ عارف کے وژن اور علمی اقدامات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسی صاحبِ فکر شخصیت ہیں جو ذاتی تشہیر اور ستائش سے بالاتر ہو کر دوسروں کے لیے سوچتی ہیں اور نئے، بامقصد اقدامات کے ذریعے اہلِ قلم کو سیکھنے اور آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ گفتگو کے دوران میں جناب فرخ یار نے ادب میں مقامی اور مادری زبانوں کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے خطے کی تاریخ سے متعلق کئی رائج مغالطوں کی نشان دہی کی۔ اُن کا کہنا تھا کہ ادیب کے لیے تاریخی اور سیاسی شعور ناگزیر ہے کیوں کہ تخلیق محض لفظوں کا کھیل نہیں بلکہ اپنے عہد اور معاشرے سے مکالمہ ہے۔ اس موقعے پر مزاحمت اور مزاحمتی ادب، خیال و ہیئت، پاکستانی زبانوں کی اہمیت، اپنی ثقافت اور اس سے وابستہ اقدار کی تحقیر جیسے موضوعات پر شرکا کے سوالات کے مدلل اور فکر افروز جوابات دیے گئے۔ جناب فرخ یار نے نوجوان اور دیگر لکھنے والوں کو مسلسل لکھنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ تسلسل اور معیار کو یکجا رکھنا سب سے مشکل مرحلہ ہے، جسے اپنے آپ کو بار بار آمادہ کرنے اور استغراق سے طے کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے اپنے کمفرٹ زون کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اُنھوں نے ادیب کے لیے عاجزی اور انکساری کو بنیادی وصف قرار دیتے ہوئے کہا کہ سچا ادیب تشہیر اور ستائش سے ہٹ کر اپنا کام کرتا ہے کیوں کہ اصل فیصلہ وقت کرتا ہے کہ کون اس کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ تخلیق کار کا پہلا مکالمہ خود اپنی ذات سے ہونا چاہیے اسے دوسروں کے لیے نہیں لکھنا چاہیے، ہاں اگر بعد میں کوئی دوسرا اس مکالمے میں شریک ہو جائے تو یہ تخلیق کی توسیع تو ہو سکتی ہے، اس کا مقصدِ اولیں نہیں۔ اس نشست میں جناب فرخ یار نے شرکا کی تخلیقات بھی توجہ سے سنیں؛ شرکا کے استفسار پر اپنی ایوارڈ یافتہ تصنیف ''عشق نامہ شاہ حسین'' پر گفتگو کی اور اپنی معروف طویل نظم ''کاریز'' کے مزاحمتی پس منظر سے بھی آگاہ کیا۔ شرکا کی فرمائش پر اُنھوں نے ''مجھے بولنے دو'' سمیت اپنی چند منتخب نظمیں بھی سنائیں جنھیں بے حد سراہا گیا۔ اس نشست کے دوران میں چائے اور اختتام پر پر تکلف عشائیے سے اہلِ قلم کی تواضع کی گئی اور جناب فرخ یار نے شرکا کو آئندہ بھی ایسی علمی و ادبی نشستوں کے لیے خوش آمدید کہا۔ یہ ملاقات نہ صرف ایک ادبی نشست تھی بلکہ فکری تربیت اور تخلیقی مکالمے کا ایک روشن لمحہ بھی ثابت ہوئی، جس نے شرکا کے ذہنوں میں نئے سوالات پیدا کیے۔ بلاشبہ یہ اقدام اہلِ قلم اور معروف و معتبر ادبی شخصیات کے مابین فاصلے کم کرنے اور باوقار ادبی روایت کو فروغ دینے کی ایک کامیاب کوشش قرار پایا۔

تیسرا دن: ۱۸ جنوری ۲۰۲۶ء

دعوت وملاقات: جناب حمید شاہد

اسلام آباد؛۱۸ جنوری ۲۰۲۶: نام ور فکشن نگار، نقاد اور دانش ور جناب محمد حمید شاہد کی دعوت پر بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے اہلِ قلم کی ایک فکر انگیز اور یادگار ادبی نشست ۱۸ جنوری ۲۰۲۶ کو ان کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی جس میں محترمہ قیصرہ علوی، ڈاکٹر شیراز فضل داد، محترمہ طاہرہ غزل اور جناب محبوب ظفر بھی شریک ہوئے۔ یہ ملاقات محض رسمی نہ تھی بلکہ لفظ، معنی اور تخلیق کے گرد گھومتی ایک مکالماتی محفل بن گئی، جس میں نہ صرف ان کے گھر والے بھی شریک ہوئے بلکہ ایک لذیذ اور پر تکلف برنچ کا اہتمام بھی تھا۔ نشست کے آغاز میں جناب محمد حمید شاہد نے کہا کہ لفظ کو لکھنے والا ہر عہد میں اسے نئے معنی دیتا ہے۔ ان کے مطابق چوں کہ لفظ بھی کسی آدمی کی طرح اپنے مفاہیم بدلتا رہتا ہے اسی لیے زبان کو سیکھنا اور اس کی تہوں تک پہنچنا لکھنے والے کے لیے ناگزیر ہے۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ ادیب کو اپنے مقاصد پر ہمہ وقت نظر رکھنی چاہیے۔ گفتگو کے دوران انھوں نے اپنے لکھنے کے آغاز، خاندانی پس منظر اور پہلی کتاب "پیکرِ جمیل" کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ لکھنے کی طرف وہی لوگ آتے ہیں جن کے دل منقلب ہوتے ہیں اور یہ محض اللہ کا کرم ہے کہ کسی پر لفظ کی حقیقت کھل جائے۔ انھوں نے زندگی کی کڑواہٹ کو ترک کرنے اور رزق سے وابستہ ادارے کو شوق پر، اور شوق کو ملازمت پر حاوی نہ کرنے کی تلقین کی۔ جناب محمد حمید شاہد کا کہنا تھا کہ ادب کا اصل کام یہ ہے کہ ناقابلِ برداشت حقیقت کو قابلِ برداشت کیسے بنایا جائے۔ بات سلیقے سے کہی جائے، افسانے میں شور نہیں بلکہ معنوی گہرائی ہونی چاہیے۔ ادیب کا فرض ہے کہ وہ مظلوم کے ساتھ کھڑا ہو، سطح پر نہیں بلکہ معاملے کی تہ میں جا کر قاری کو آگاہ کرے۔ انھوں نے واضح کیا کہ متاثر ہونا ضروری ہے مگر لکھنا ہمیشہ اپنے طرز پر چاہیے، کسی کی تقلید میں نہیں۔ ادیب کا نقطۂ نظر اس کا اپنا ہونا چاہیے، کسی کا دیا ہوا نہیں، کیوں کہ سائے میں چلنے والے آخر کار مارے جاتے ہیں۔ اپنے افسانوی مجموعے "مرگ زار" کے حوالے سے انھوں نے اپنا تخلیقی زاویہ بھی واضح کیا اور نقاد و افسانہ نگار کی حیثیت کے مابین ممکنہ تصادم پر مدلل گفتگو کی۔ لکھنے کے عمل پر بات کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہر وقت لکھنا ممکن نہیں کبھی تخلیقی وقفے بھی آجاتے ہیں۔ اے آئی کے دور پر گفتگو کرتے ہوئے جناب محمد حمید شاہد نے کہا کہ جو لوگ محض تقلید چاہتے ہیں وہ تو ٹیکنالوجی سے مدد لے سکتے ہیں اور رفتہ رفتہ معدوم بھی ہو جائیں گے، مگر جو اپنا راستہ خود تلاش کرتے ہیں، انھیں کوئی خطرہ نہیں۔ آنے والی نسلیں بھی انھی کو پڑھیں گی جو نیا اور سچا لکھیں گے۔ انھوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ نئے لوگ کم پڑھتے ہیں، اسی لیے گفتگو اور اظہار کا سلیقہ بھی کم ہوتا جا رہا ہے۔ انفرادیت اسی وقت ممکن ہے جب پہلے سے لکھے گئے ادب کا گہرا علم ہو۔ ان کے مطابق ادب نہ ادب برائے ادب ہے، نہ ادب برائے زندگی، بلکہ ادب برائے انسان ہے۔ ادب ہلکی پھوار کی طرح ہے، اس کا عمل سست مگر اثر دیرپا ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اچھا ادب تخلیق کرنے کے لیے مطالعہ، مشاہدہ، اپنے وجود کی شمولیت، جذباتی وابستگی اور بار بار نظرِ ثانی بے حد ضروری ہے۔ مزید برآں مختلف سوالات کے جوابات میں "کہانی اور یوسا سے مکالمہ"، افسانہ نگار پر ماحول کی گرفت، افسانے کی ادبی روایت اور مختلف افسانہ نگاروں کے افتراقات جیسے موضوعات بھی زیرِ بحث آئے۔ نشست کے اختتام پر جناب محبوب ظفر کی قیادت میں مختصر شاعرانہ محفل سجی اور جناب محمد حمید شاہد نے اپنی خود نوشت سے ایک اقتباس "یوں مری قبر بنا..." بھی سنایا، جس نے محفل کو ایک پُراثر اور یادگار اختتام عطا کیا۔

دعوت وملاقات: جناب محمد اظہار الحق

اسلام آباد؛۱۸ جنوری ۲۰۲۶ء: عصرِ حاضر کے نام ور شاعر، کالم نگار، ادیب اور دانش ور جناب محمد اظہار الحق کی دعوت پر اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام جاری بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے اہلِ قلم کی ایک فکر انگیز اور یادگار ادبی نشست ۱۸ جنوری ۲۰۲۶ء کو اسلام آباد کلب میں منعقد ہوئی۔اس نشست میں اظہارِ صاحب کی دعوت پر معروف ادیب جناب محبوب ظفر بھی شریک ہوئے۔ نشست کا آغاز شرکا کے تعارف سے ہوا، جس کے بعد میز بانِ محفل جناب محمد اظہار الحق نے گفتگو کرتے ہوئے اہلِ قلم کو چار بنیادی نصیحتیں کیں۔ انھوں نے کہا کہ قلم سے خوش حالی حاصل کرنے کی خوش فہمی ذہن سے نکال دینی چاہیے اور یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ ادب اچھا معاش فراہم کرے گا۔ادب کی اصل عزت اسی وقت برقرار رہتی ہے جب اس کے حوالے سے دستِ سوال دراز نہ کیا جائے۔ دوسری نصیحت میں انھوں نے سوشل میڈیا سے احتراز پر زور دیا اور کہا کہ یہ ایک ایسا نشہ ہے جو تخلیق کار کو رفتہ رفتہ برباد کر دیتا ہے، جب کہ ادبی رسائل تخلیقی تربیت کی بہترین گاہیں ہیں۔ تیسری نصیحت میں جھگڑوں، مجادلوں اور مناقشوں سے دور رہنے کی تلقین کی اور کہا کہ ان میں الجھنے سے برکت، ساکھ اور شہرت سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ چوتھی نصیحت کے طور پر انھوں نے تکبر سے بچنے، سینیئرز کے احترام اور کسی کی غلطی کی نشان دہی تنہائی میں کرنے پر زور دیا۔انھوں نے مزید کہا کہ ادب کی تخلیق میں گاؤں اور شہر کی کوئی تخصیص نہیں ہوتی، اصل بات یہ ہے کہ جس صنف میں اظہار کیا جائے اس میں اظہارِ عجز نہ ہو۔ نثری نظم کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ انھیں نثری نظم سے اصولی اختلاف نہیں، تاہم وہ اسی شاعر کی نثری نظم کو تسلیم کرتے ہیں جو آزاد نظم، نظمِ معریٰ اور غزل کہنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ شرکا کی تربیت کے حوالے سے اظہارِ صاحب نے کہا کہ تخلیق کے لیے فن کو ابتدا ہی میں مکمل طور پر سیکھنا لازم نہیں، کیوں کہ تخلیق ایک ارتقائی عمل ہے۔ آغاز میں ہر تحریر مثالی نہیں ہو سکتی، اس لیے اپنی ابتدائی تحریروں پر شرمندہ ہونے کے بجائے سیکھنے کے عمل کو جاری رکھنا چاہیے۔انھوں نے بتایا کہ ان کی پسندیدہ صنفِ سخن غزل ہے اور اس میدان میں جناب معین نظامی اور جناب طارق نعیم جیسے اہم نام بھی بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ نئے لکھنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ پہلے مطالعے کو عادت بنائیں، پھر لکھنے کا آغاز کریں، اس طرح اپنی اغلاط کا ادراک خود بخود ہوتا جائے گا اور تحریر میں نکھار آئے گا۔ ادب میں پاکستانی زبانوں کے الفاظ کے استعمال کے سوال پر انھوں نے اس رجحان کی تحسین کی، تاہم اعتدال پر زور دیتے ہوئے کہا کہ دوسری زبانوں کے الفاظ کا استعمال اس حد تک نہ ہو کہ تحریر میں شلوار قمیص پر ٹائی کا سا تاثر پیدا ہو جائے۔ خوف کے ماحول میں تخلیق کے حوالے سے انھوں نے کہا کہ فن کار کو ایسا سلیقہ اختیار کرنا چاہیے کہ ''سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔'' شرکا کے استفسارات کے جواب دیتے ہوئے جناب محمد اظہار الحق نے مطالعے کے لیے اہم کتب بھی تجویز کیں اور گاہے بہ گاہے اپنی خوش مزاجی اور حسِ مزاح سے محفل کو پرلطف بھی بناتے رہے۔ نشست کے اختتام پر انھوں نے بے حد اصرار پر اپنا کلام سنایا جسے بہت سراہا گیا۔ شرکا کی تواضع پرتکلف عشائیے اور چائے سے کی گئی۔ جس کے بعد شرکا نے میزبانِ محفل کے ساتھ ایک یادگار گروپ فوٹو لے کر ان لمحات کو محفوظ کر لیا۔

چوتھا دن: ۱۹ جنوری ۲۰۲۶ء

ادارۂ فروغِ قومی زبان کا دورہ

اسلام آباد؛ ۱۹ جنوری ۲۰۲۶: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام مختلف علاقوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے وفد نے ادارۂ فروغِ قومی زبان کا دورہ کیا۔ ادارۂ فروغِ قومی زبان پہنچنے پر ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر راشد حمید، ڈاکٹر عارف حسین، محبوب خان بگٹی، کامران مشتاق اور منظر الطاف نے وفد کا پرتپاک استقبال کیا۔ وفد کے شرکا نے فرداً فرداً اپنا تعارف کرایا جس سے مختلف خطوں، زبانوں اور ادبی تجربات کی رنگارنگی سامنے آئی۔ اس موقعے پر محبوب خان بگٹی، ڈپٹی ڈائریکٹر نے ادارے کا جامع تعارف پیش کرتے ہوئے اس کی کارکردگی، اغراض و مقاصد اور ذیلی اداروں پر روشنی ڈالی۔ انھوں نے اردو لغت بورڈ اور اردو سائنس بورڈ کے کردار، ادارے کے فیلڈ آفسز، ماہنامہ ''اخبارِ اردو'' اور ''علم و فن'' کی اشاعت کے ساتھ ساتھ شعبۂ لائبریری کا تعارف کرایا۔ انھوں نے شرکا کو ادارے کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی ''مکالمہ'' نشستوں سے بھی آگاہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ یونی کوڈ، مائیکروسافٹ ونڈوز اور دیگر تکنیکی تعاون پر ادارے کے کردار اور پہلی قومی خطاطی نمائش کے انعقاد کے حوالے سے بھی تفصیلی معلومات فراہم کیں۔ ڈاکٹر راشد حمید نے صدر نشین اکادمی کے اقدام کو سراہا اور وفد کو خوش آمدید کہا۔ انھوں نے اپنے ادارے کے سابق سربراہان کی کارکردگی سے آگاہ کرتے ہوئے زبان کے سماجی اور قومی کردار پر گفتگو کی۔ انھوں نے کہا کہ اردو رابطے کی زبان ہے، اس لیے لسانی تعصب کی بنیاد پر اسے کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ انھوں نے قائداعظمؒ، علامہ اقبال اور تحریکِ پاکستان کے تاریخی تناظر میں اردو کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے تمام صوبوں میں اردو سمجھی اور بولی جاتی ہے، اسی لیے اسے قومی زبان کا درجہ دیا گیا۔ انھوں نے واضح کیا کہ پاکستان میں تقریباً ستر کے قریب زبانیں بولی جاتی ہیں جو اس خطے کی ثقافتی خوب صورتی کی علامت ہیں اور اردو ان سب کو جوڑنے کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ عدالتی حکم کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اگر اردو کو عملی طور پر نافذ کر دیا جائے تو عدالتی نظام میں بھی بہتری آئے گی اور کئی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ آخر میں ڈاکٹر راشد حمید نے بتایا کہ اردو کے نفاذ کے حوالے سے ادارہ اپنا بنیادی کام مکمل کر چکا ہے، تاہم اردو کے عملی نفاذ میں تاخیر کے باعث نصابی کتب کے تراجم کا عمل غیر مؤثر ہو کر رہ گیا ہے۔ دورے کے اختتام پر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا اور یادگاری گروپ فوٹو بھی بنائی گئی، جس کے ساتھ یہ علمی و ادبی نشست خوشگوار یادوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن کا دورہ

اسلام آباد؛ ۱۹ جنوری ۲۰۲۶: پاکستان کے تمام صوبوں بشمول گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر سے تعلق رکھنے والے لکھاریوں پر مشتمل بیس رکنی وفد نے، جو اکادمی ادبیات پاکستان کے نمائندگان کے ہمراہ تھا، نیشنل بک فاؤنڈیشن (این بی ایف) کے ہیڈ آفس، اسلام آباد کا دورہ کیا۔ یہ دورہ کتاب، مطالعہ اور ادبی سرگرمیوں کے فروغ کے حوالے سے نہایت اہم اور بامقصد ثابت ہوا۔ اس موقعے پر اکادمی ادبیات پاکستان کی ڈپٹی ڈائریکٹر اکیڈیمکس ڈاکٹر بی بی امینہ نے وفد اور اقامتی منصوبے کا تعارف کروایا جب کہ نیشنل بک فاؤنڈیشن کے مینجنگ ڈائریکٹر ڈاکٹر کامران جہانگیر نے اقامتی منصوبے کے حوالے سے صدر نشین اکادمی پروفیسر ڈاکٹر نجیبہ عارف کے اقدام کو خراج تحسین پیش کیا اور وفد کو ادارے کے جاری منصوبوں، اشاعتی سرگرمیوں اور مطالعاتی کلچر کے فروغ کے لیے اٹھائے گئے اقدامات پر تفصیلی بریفنگ دی۔ انھوں نے این بی ایف کے کردار کو اجاگر کرتے ہوئے بتایا کہ ادارہ معیاری کتب کی اشاعت اور قارئین تک ان کی آسان رسائی کو یقینی بنانے کے لیے مسلسل کوشاں ہے۔ انھوں نے کتب پر ایوارڈ سے بھی آگاہ کیا اور انھیں تحریک دی کہ ادارے کو اشاعت اور ایوارڈ کی غرض سے کتابیں بھیجیں۔ وفد نے بک شاپ کا بھی دورہ کیا جہاں دست یاب متنوع اور معیاری کتب کو سراہتے ہوئے اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا کہ نیشنل بک فاؤنڈیشن مطالعے کی روایت کو زندہ رکھنے اور کتاب دوستی کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کر رہی ہے۔ وفد کے اراکین نے بک شاپ سے کتب بھی خریدیں۔ شرکا نے نیشنل بک فاؤنڈیشن کی کاوشوں کو قابلِ تحسین قرار دیتے ہوئے امید ظاہر کی کہ ایسے اقدامات نہ صرف ادبی سرگرمیوں کو تقویت دیں گے بلکہ نئی نسل میں کتاب سے رشتہ مضبوط کرنے میں بھی معاون ثابت ہوں گے۔ دورے کا اختتام باہمی تبادلۂ خیال اور نیک تمناؤں کے اظہار کے ساتھ ہوا۔

انسٹی ٹیوٹ فور سٹریٹجک سٹڈیز، ریسرچ اینڈ اینالسس (ISSRA) کا دورہ

اسلام آباد؛ ۱۹ جنوری ۲۰۲۶: اقامتی منصوبے کے وفد نے ۱۹ جنوری ۲۰۲۶ کی دوپہر انسٹی ٹیوٹ فور سٹریٹجک سٹڈیز ، ریسرچ اینڈ اینالسس (ISSRA) کا دورہ کیا۔ دورے کے دوران میں انھیں ادارے کے مختلف حصوں اور ان کے کردار کے حوالے سے خصوصی بریفنگ دی گئی۔ بعد ازاں ادارے کے سربراہ میجر جنرل محمد رضا ایزد کے ساتھ منعقدہ اجلاس میں شرکا نے مختلف سوالات کیے، جن کے انھوں نے نہ صرف نہایت مدلل جوابات دیے بلکہ شرکا کو دعوت دی کہ وہ ادارے سے شائع ہونے والے جرائد کے لیے اپنی تحاریر بھی بھیجیں۔ یہ نشست شرکا کے لیے نہایت معلوماتی ثابت ہوئی جس کے بعد ان کے لیے مفرحات کا بندوبست کیا گیا۔

دعوت وملاقات: محترمہ ثروت محی الدین

اسلام آباد؛ ۱۹ جنوری ۲۰۲۶: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام جاری اقامتی منصوبے کے بیس رکنی وفد نے اردو اور پنجابی زبان کی ممتاز شاعرہ، سفر نامہ نگار اور مترجم محترمہ ثروت محی الدین کی دعوت پر ان کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والی ایک یادگار اور فکری نشست میں شرکت کی۔ اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین ڈاکٹر نجیبہ عارف نے میزبانِ محفل کا تعارف کرواتے ہوئے محترمہ ثروت محی الدین کی تخلیقی جہات،

ادبی خدمات اور کثیر لسانی ادبی سفر پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد محترمہ ثروت محی الدین نے وفد کے شرکا سے فرداً فرداً گزشتہ چار دنوں کے تجربات دریافت کیے جنھیں شرکا نے نہایت دلچسپی اور خلوص کے ساتھ بیان کیا۔ گفتگو کے دوران میں محترمہ ثروت محی الدین نے پنجابی شاعری کے موجودہ منظر نامے پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ پنجابی زبان میں اس وقت معیاری اور جرات مندانہ تخلیقی کام ہو رہا ہے۔ نوجوان لکھاری ندرت کے ساتھ لکھ رہے ہیں اور خوش آئند بات یہ ہے کہ نئی راہوں پر چلتے ہوئے بھی انھوں نے روایت سے اپنا رشتہ قائم رکھا ہوا ہے۔ صوفی ازم کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے واضح کیا کہ اگرچہ صوفی روایت میں امن اور روحانیت کو زیادہ اجاگر کیا جاتا ہے، تاہم اس کا سب سے بنیادی پیغام برابری اور مساوات ہے، جس پر کم بات کی جاتی ہے کیوں کہ اس سے بعض مفادات کو نقصان پہنچتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ دنیا کے بیشتر مسائل کی جڑ بھی عدمِ مساوات ہی ہے۔ محترمہ ثروت محی الدین نے تاریخی تناظر میں بتایا کہ کس طرح پنجابی زبان کو ایک عرصے تک پس منظر میں دھکیلا گیا، مگر بعد ازاں اس کا احیا ہوا۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہر زبان کی اپنی تاریخ اور تہذیبی شناخت ہوتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ تعلیم مادری زبان میں حاصل کی جائے اور اس کے فروغ کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں، بصورتِ دیگر ہم اپنی جڑوں سے کٹنے کا خدشہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ رابطے کے لیے اردو، عالمی سطح پر انگریزی اور اپنی شناخت کے لیے مادری زبان، تینوں کا علم ضروری ہے، ورنہ ہم فکری کنفیوژن کا شکار رہیں گے۔ اس موقعے پر ڈاکٹر نجیبہ عارف نے گفتگو میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ ہماری کنفیوژن کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک ہی زبان کو سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں، حالاں کہ دنیا فطری طور پر کثیر لسانی ہے اور اسے ایسا ہی ہونا چاہیے۔ انھوں نے اس سوچ کو رد کیا کہ زبانوں کے درمیان مقابلہ ہونا چاہیے یا کسی زبان کو بڑی اور کسی کو چھوٹی قرار دیا جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب ہم اپنی مقامی زبانوں میں سوچ اور اظہار کو وسعت دیں گے تو ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ زبانوں کا مصنوعی فرق خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اسی تناظر میں محترمہ ثروت محی الدین نے اپنے ذاتی تجربات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ خود کثیر اللسان ماحول میں پلی بڑھی ہیں، جہاں گھر، اسکول اور حتیٰ کہ کھیلوں کے دوران گائے جانے والے گیت بھی اردو، انگریزی اور پنجابی میں الگ الگ یاد تھے۔ انھوں نے بتایا کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل ہونا کبھی مشکل محسوس نہیں ہوا بلکہ کثیر لسانی ہونے نے ہمیشہ فائدہ ہی پہنچایا۔ ترجمے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ ترجمے کے دوران میں مناسب متبادل الفاظ نہ ملنے کی بنیادی وجہ مطالعے کی کمی ہے۔ مسلسل مطالعہ اور ترجمے کی مشق سے یہ مشکل خود بخود آسان ہو جاتی ہے، اس لیے ترجمہ کرتے رہنا ہی اصل حل ہے۔ گفتگو کے اختتام پر میزبانِ محفل کی جانب سے لذیذ اور پر تکلف عشائیے کا اہتمام کیا گیا۔ عشائیے کے بعد اقامتی منصوبے کے شرکا اور صدر نشین ڈاکٹر نجیبہ عارف صاحبہ نے اپنی تخلیقات پیش کیں، جب کہ محترمہ ثروت محی الدین صاحبہ نے اپنی اردو اور پنجابی نظموں سے محفل کو مسحور کر دیا اور سامعین سے خوب داد سمیٹی۔ آخر میں یادگاری گروپ فوٹو بنایا گیا اور اس خوش گوار محفل کی یادیں سمیٹتے ہوئے اور محترمہ ثروت محی الدین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سب روانہ ہوئے۔

پانچواں دن: ۲۰ جنوری ۲۰۲۶ء

جناب انتظار حسین کے صد سالہ یومِ پیدائش کے حوالے سے تقریب

اسلام آباد؛ ۲۰ جنوری ۲۰۲۶: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام جناب انتظار حسین کے صد سالہ یومِ پیدائش کے حوالے سے ایک باوقار ادبی تقریب شیخ ایاز کانفرنس ہال میں منعقد ہوئی، جس کی نظامت محترمہ صنوبر الطاف نے انجام دی۔ تقریب میں ملک بھر سے تشریف لائے اقامتی منصوبے کے شرکا اور اہلِ قلم نے شرکت کی۔ محترمہ صنوبر الطاف نے ابتدائی کلمات میں افسانے کی روایت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سماجی حقیقت نگاری کی روایت کے معاصرین میں جناب انتظار حسین کا نام نمایاں حیثیت رکھتا ہے، جنھوں نے اردو افسانے کو فکری اور تہذیبی سطح پر نئی جہتیں عطا کیں۔ محترمہ ڈاکٹر ناہید قمر نے اپنے خطاب میں کہا کہ جناب انتظار حسین کہانی کو روایت سے کشید کر کے دوبارہ روایت سے جوڑتے ہیں۔ وہ ماضی اور آئندہ کو ساتھ لے کر چلتے ہیں اور ان کے ہاں معروضی کے بجائے موضوعی اور تجربی رویہ نمایاں ہے، جو ان کے فن کو انفرادیت بخشتا ہے۔ محترمہ فریدہ حفیظ صاحبہ نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ جناب انتظار حسین ایک منکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے۔ ان کے ہاں ماضی پرستی ضرور پائی جاتی ہے مگر ادب میں یہ ایک فطری عمل ہے کہ جس دور سے مصنف گزرتا ہے، اس کا عکس تحریر میں در آتا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ جناب انتظار حسین کالم بھی لکھتے تھے مگر کالم کو کبھی ادب کے زمرے میں شامل نہیں کرتے تھے۔ محترمہ قیصرہ علوی نے صدرِ نشین اکادمی ڈاکٹر نجیبہ عارف کے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کو سراہتے ہوئے کہا کہ ایسے مواقع اہلِ قلم کے مابین دوستی اور فکری ربط کو مضبوط کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جناب انتظار حسین کی پیدائش کو ایک صدی مکمل ہو چکی ہے، اسی مناسبت سے آج ہم سب یہاں جمع ہیں۔ انھوں نے جناب انتظار حسین کی نجی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی اور اس مسکراہٹ میں گہرا اطمینان جھلکتا تھا۔ ڈاکٹر عبد الوحید رانا نے کہا کہ جناب انتظار حسین کے افسانوں کا ایک اہم اور نمایاں پہلو ہجرت ہے، جس میں ماضی کی بازگشت اور برگد کے پیڑ جیسے استعارے ملتے ہیں۔ وہ ماضی کے ذریعے حال اور مستقبل کو دکھاتے ہیں۔ ان کا اسلوب ایسا ہے جو قاری سے سنجیدہ مطالعے کا تقاضا کرتا ہے۔ زبان میں ابلاغ تو ہے مگر فکر کی سطح بہت بلند ہے۔ جناب محمد حمید شاہد نے اپنے خطاب میں کہا کہ جناب انتظار حسین ہجرت کو نئے معنی دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اپنے ارد گرد موجود چرند و پرند، جانوروں، انسانوں اور فطرت سے کہانی اخذ کرتے ہیں اور اسے اپنے منفرد انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ان کی کہانی قاری کے خون میں رچ بس جاتی ہے اور ذہن میں کئی سوالات چھوڑ جاتی ہے۔ اس نشست کے ذریعے انتظار حسین کی شخصیت اور فن کے حوالے سے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی اور انھیں ان کی صد سالہ یوم پیدائش کے موقعے پر بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔

جناب ناصر کاظمی کے صد سالہ یومِ پیدائش کے حوالے سے تقریب

اسلام آباد؛ ۲۰ جنوری ۲۰۲۶ء: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام جناب ناصر کاظمی کے صد سالہ یومِ پیدائش کے حوالے سے ایک باوقار اور فکری ادبی تقریب شیخ ایاز کانفرنس ہال میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں ناصر کاظمی کی شاعری، فکری جہات اور فنی امتیازات پر سیر حاصل گفتگو کی گئی۔ تقریب کی نظامت کے فرائض جناب الیاس بابر اعوان نے نہایت سلیقے، شائستگی اور فکری ربط کے ساتھ انجام دیے۔ صدارت جناب علی اکبر عباس نے کی، جب کہ مہمانانِ خصوصی میں جناب اختر عثمان اور جناب منظر نقوی شامل تھے۔ ڈاکٹر صلاح الدین درویش نے ناصر کاظمی کی غزل کے فکری پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ناصر کاظمی کی شاعری کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے لفظ "ہجرت" کو سمجھنا ضروری ہے۔ انبالہ کی یاد ان کے ذہن سے کبھی محو نہ ہو سکی۔ تقسیمِ ہند کے بعد پیدا ہونے والی صورتِ حال نے ان کے خوابوں کی تعبیر ویسی نہ ہونے دی جیسی وہ چاہتے تھے، جس کے باعث وہ ایک نئی سرزمین میں داخل ہوئے۔ انھوں نے کہا کہ ایک حساس شاعر کے لیے نجی زندگی سے زیادہ فن کی زندگی اہم ہوتی ہے۔ ناصر کاظمی کے نزدیک شہر کی بربادی محض شہر کی بربادی نہیں بلکہ ذات کی بربادی تھی، جس کے اثرات ان کی شاعری میں "یاد، رات، چاند، چمن" جیسے استعاروں کی صورت میں نمایاں ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری غم و اندوہ سے زیادہ اداسی اور سوگواری کی فضا سے بھرپور ہے۔ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد نے اکادمی ادبیات پاکستان کے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کو سراہتے ہوئے کہا کہ ایسے منصوبے ادبی مکالمے کو فروغ دیتے ہیں۔ انھوں نے ناصر کاظمی کے حوالے سے کہا کہ عمومی طور پر انھیں رنگِ میر کا کامیاب مقلد قرار دیا جاتا ہے اور ان کی شاعری میں اداسی کا رنگ غالب سمجھا جاتا ہے، مگر درحقیقت ناصر کاظمی اردو غزل کے ان اہم شاعروں میں شامل ہیں جنھوں نے غزل کا دفاع کیا اور اسے مقبولِ عام سطح تک پہنچایا۔ انھوں نے غزل کو ایک نیا رنگ عطا کیا، نئی تراکیب وضع کیں، تمثال کو تخلیقی انداز میں برتا اور سادہ ترین لفظوں میں ایک پورا جہان آباد کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ ناصر کاظمی جدید شعرا میں وہ واحد شاعر ہیں جنھوں نے سب سے زیادہ اوزان اور بحریں شاعری میں برتیں اسی لیے ناصر کاظمی ہماری غزل کا وہ روشن ستارہ ہیں جنھوں نے غزل کو امر کر دیا۔ مہمانِ خصوصی جناب منظر نقوی نے ناصر کاظمی کی نجی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے ان کی کتابوں "برگِ نے" اور "پہلی بارش" کی غزلوں کے حوالے پیش کیے اور یوں ناصر کاظمی کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے کہا کہ ناصر کاظمی کرداروں کو اوڑھ لیتے ہیں اور بحور سے واقفیت کو شاعر کے لیے ناگزیر قرار دیتے ہیں۔ ان کی شاعری نئی جہتوں سے متعارف کراتی ہے اور جدید قاری کو فنی شعور عطا کرتی ہے۔ مہمانِ خصوصی جناب اختر عثمان نے کہا کہ ناصر کاظمی ایک عمدہ اور بڑے شاعر ہیں۔ اردو غزل کا سب سے بڑا تخلیقی تجربہ ناصر کاظمی کی کتاب "پہلی بارش" میں نظر آتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں گھر کر جانا ناصر کاظمی کا خاص وصف تھا، جو انھیں اپنے ہم عصروں میں منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ صاحبِ صدارت جناب علی اکبر عباس نے اپنے خطاب میں جناب ناصر کاظمی کے ساتھ ہونے والی ملاقاتوں اور یادوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ریڈیو پاکستان اس بات پر فخر کرتا ہے کہ جناب ناصر کاظمی اس عظیم ادارے سے وابستہ رہے۔ انھوں نے کہا کہ میری خوش قسمتی ہے کہ ناصر کاظمی جیسے بڑے شاعر کی یادیں ان کے دامن میں محفوظ ہیں اور ہم آج بھی ان یادوں کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ ناصر کاظمی کی آواز، فکر اور تخلیقی

کرب ادبی روایت کا قیمتی اثاثہ ہے، جس پر ہم سب کو فخر ہے۔ آخر میں نظامت کے فرائض انجام دینے والے جناب الیاس بابر اعوان نے تمام معزز مہمانوں اور شرکا کا شکریہ ادا کیا۔ یوں یہ علمی و ادبی تقریب ناصر کاظمی کی شاعری کی معنوی گہرائی اور فکری تازگی کو اجاگر کرتے ہوئے اختتام پذیر ہوئی۔

دعوت وملاقات: محترمہ قیصرہ علوی

اسلام آباد؛ ۲۰ جنوری ۲۰۲۶: اقامتی منصوبے کے بیس رکنی وفد نے ماہرِ تعلیم اور معروف سماجی شخصیت محترمہ قیصرہ علوی کی دعوت پر ان کی رہائش گاہ پر ایک باوقار اور خوش گوار ادبی نشست میں شرکت کی، جس میں جڑواں شہروں کے نام ور اہلِ قلم بھی شریک ہوئے۔ تقریب کا آغاز جناب مشتاق حسین قادری کی پُر سوز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، جب کہ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ جناب ناصر فرید نے پیش کی۔ نشست کی نظامت کے فرائض جناب محبوب ظفر نے خوش اسلوبی سے انجام دیے۔ ناظمِ تقریب نے بتایا کہ محفل دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں اقامتی منصوبے کے شرکا نے مختصر تعارف کرایا۔ اس موقعے پر محترمہ قیصرہ علوی نے تمام شرکا کو خوش آمدید کہتے ہوئے اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین ڈاکٹر نجیبہ عارف کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ڈاکٹر نجیبہ عارف کی قیادت نے اکادمی میں نئی روح پھونک دی ہے اور انسان دوستی و ادب سے ان کی محبت ہی وہ قوت ہے جس کے تحت اقامتی منصوبے جیسے بامعنی اور دور رس نتائج کے حامل اقدامات سامنے آئے۔ یہ وہ منصوبے ہیں جن کی افادیت اور اہمیت وقت کے ساتھ مزید واضح ہو گی۔ محترمہ قیصرہ علوی نے اقامتی منصوبے کے شرکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ خوش نصیب ہیں جو ایک شفاف اور میرٹ پر مبنی عمل سے گزر کر اس منصوبے کا حصہ بنے۔ ان کا کہنا تھا کہ اکادمی میں ماضی میں کانفرنسیں تو ہوتی رہی ہیں مگر باضابطہ مکالمے کی روایت کم نظر آتی تھی، اور یہ مکالمہ یقیناً ایک خوش آئند روایت ہے جس پر ڈاکٹر نجیبہ عارف مبارک باد کی مستحق ہیں۔ نشست کے دوسرے حصے میں معروف شاعر جناب سلمان باسط کے تازہ شعری مجموعے "ابریشم" کی تعارفی تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت معروف دانش ور، شاعر، نثار اور کالم نگار جناب محمد اظہار الحق نے کی۔ مقررین میں ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر نجیبہ عارف اور جناب محمد حمید شاہد شامل تھے۔ مقررین نے کتاب اور شاعر کی فکری و فنی جہات پر سیر حاصل گفتگو کی اور محفل کو ایک نیا ادبی و تجزیاتی رنگ عطا کیا۔ جناب سلمان باسط نے تمام مقررین اور میزبانِ محفل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ڈاکٹر نجیبہ عارف کو ایک بہترین منتظم، تخلیق کار، مقرر اور ہمہ جہت شخصیت قرار دیا۔ انھوں نے اقامتی منصوبے میں شرکا کے انتخاب کے شفاف عمل کو بھی سراہا اور صدرِ نشست جناب محمد اظہار الحق کی قادر الکلامی کا کھلے دل سے اعتراف کیا۔ اختتام پر انھوں نے اپنا منتخب کلام بھی سامعین کو سنایا، جسے خوب داد ملی۔ بعد ازاں میزبان محترمہ قیصرہ علوی کی جانب سے مہمانوں کے اعزاز میں پر تکلف عشائیہ اور چائے پیش کی گئی، جب کہ اختتام پر یادگاری گروپ فوٹو بھی بنایا گیا۔ یہ ادبی نشست نہ صرف فکری مکالمے اور تخلیقی اظہار کا حسین امتزاج ثابت ہوئی بلکہ اس امر کی غماز بھی بنی کہ اگر نیت، قیادت اور منصوبہ بندی میں خلوص ہو تو ادب محض کتابوں تک محدود نہیں رہتا بلکہ زندہ روایت بن کر دلوں کو جوڑ دیتا ہے۔

چھٹا دن: ۲۱ جنوری ۲۰۲۶ء

تقریبِ رونمائیِ کتب: پاکستانی ادب کے معمار

اسلام آباد؛ ۲۱ جنوری ۲۰۲۶ء: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام ''تقریبِ رونمائیِ کتب: پاکستانی ادب کے معمار'' کے عنوان سے ایک وقیع ادبی تقریب شیخ ایاز کانفرنس ہال میں منعقد ہوئی، جس میں علمی، تحقیقی اور تخلیقی حلقوں سے وابستہ ممتاز اہلِ قلم نے شرکت کی۔ تقریب کی نظامت کے فرائض جناب سلیم اختر نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیے اور تمام مہمانانِ گرامی کا تعارف پیش کیا۔ صدارت صاحبِ طرز شاعر و دانش ور جناب پروفیسر جلیل عالی نے کی، جب کہ مہمانانِ خصوصی میں جناب ڈاکٹر انعام الحق جاوید اور جناب ڈاکٹر وحید احمد شامل تھے۔

محترمہ ڈاکٹر مہناز انجم نے ''قیوم نظر: شخصیت اور فن'' از جناب ڈاکٹر ایوب ندیم پر گفتگو کرتے ہوئے سب سے پہلے جناب قیوم نظر کا تعارف پیش کیا اور کہا کہ انھوں نے نہ صرف جدید نظم کے حوالے سے گراں قدر خدمات انجام دیں بلکہ حلقۂ اربابِ ذوق میں بھی ایک فعال کردار ادا کیا۔ انھوں نے کتاب کی ابواب بندی پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے، جس میں قیوم نظر کی ژاں پال سارتر سے ملاقات کا احوال بھی شامل ہے۔ انھوں نے کہا کہ مصنف نے نہ صرف قیوم نظر کی فکری جہات کو نمایاں کیا ہے بلکہ ان کے فنی محاسن کو بھی عمدگی سے اجاگر کیا ہے۔ ان کے بقول کتاب کی زبان شائستہ، رواں اور علمی وقار سے بھرپور ہے اور یہ مصنف کی دیانت داری کا مظہر ہے۔ جناب ڈاکٹر شیر علی نے ''غلام محمد قاصر: شخصیت اور فن'' از جناب ڈاکٹر طارق ہاشمی پر گفتگو کرتے ہوئے غلام محمد قاصر کا تعارف پیش کیا اور ان کی تین اہم کتب کا ذکر کیا۔ انھوں نے بتایا کہ کتاب ''تسلسل'' کو احمد ندیم قاسمی، صوفی غلام مصطفیٰ تبسم اور قتیل شفائی جیسی قد آور شخصیات نے سراہا تھا۔ انھوں نے قاصر کے اشعار کے حوالے دیتے ہوئے ان کی شاعری کے اوصاف بیان کیے اور ''پاکستانی ادب کے معمار'' کے تحت شائع ہونے والی کتب کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس سلسلے کے تحت اب تک ایک سو نوے کتب شائع ہو چکی ہیں، جو اکادمی کی عظیم ادبی خدمت ہے۔

محترمہ نعیم فاطمہ علوی نے ''ڈاکٹر فاطمہ حسن: شخصیت اور فن'' از جناب ڈاکٹر شیر از زیدی پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر فاطمہ حسن نے مختلف اصنافِ ادب کو اظہار کا وسیلہ بنایا ہے۔ انھوں نے ڈاکٹر فاطمہ حسن کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے داخلی کرب کو لفظوں میں ڈھال کر پیش کرتی ہیں۔ ان کی شاعری میں رشتہ، گھر اور وجود محض مادی نہیں بلکہ وجودی اکائیاں ہیں۔ انھوں نے ان کے شعری مجموعوں کا ذکر کیا اور کہا کہ ان کی غزل میں جبر، سکوت اور داخلی مزاحمت ایک ساتھ جلوہ گر ہیں۔ انھوں نے ان کی ہائیکو نگاری کی مثالیں دے کر واضح کیا کہ تین مصرعوں میں مکمل انسانی کیفیت سمٹ آتی ہے۔ جناب ڈاکٹر روش ندیم نے ''ثروت حسین: شخصیت اور فن'' از جناب ڈاکٹر عدنان بشیر پر گفتگو کرتے ہوئے کتاب کے ابواب کو تفصیل سے بیان کیا اور کہا کہ اس میں مصنف کی اپنے موضوع سے گہری وابستگی اور شعری ذوق نمایاں ہے۔ انھوں نے کہا کہ کتاب کا اسلوب قاری دوست ہے اور اس کی نثر شستہ اور بامعنی ہے۔ مہمانِ خصوصی جناب ڈاکٹر وحید احمد نے اقامتی منصوبے کے اہلِ قلم کو خوش آمدید کہتے ہوئے ''پاکستانی ادب کے معمار'' سیریز کو سراہا اور کہا کہ اکادمی کی یہ کتب اس لیے منفرد ہیں کہ انھیں منتخب اور معتبر اہلِ قلم سے غیر جانب دارانہ اور تحقیقی اصولوں کے تحت لکھوایا جاتا ہے، جو تحقیق کے طلبہ کے لیے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مہمانِ خصوصی جناب ڈاکٹر انعام الحق جاوید نے کہا کہ وہ خود بھی اکادمی جیسے اداروں سے وابستہ رہے ہیں جہاں سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ انھوں نے اقامتی منصوبے کے تحت اہلِ قلم کو معیار پر پرکھ کر مدعو کرنے پر اکادمی ادبیات پاکستان کی کاوشوں کو سراہا اور اپنے ادبی و فکری سفر کا مختصر ذکر کیا۔ صاحبِ صدارت جناب پروفیسر جلیل عالی نے اہلِ قلم کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ انھوں نے ہمیشہ نوجوان لکھنے والوں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ انھوں نے اپنے ادبی سفر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ علم قدرت کی طرف سے ایک امانت ہے جسے بڑے ظرف کے ساتھ نبھانا پڑتا ہے۔ انھوں نے جناب احمد ندیم قاسمی کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا کہ وہ نئے قلم کاروں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے، جن میں غلام محمد قاصر بھی شامل تھے۔ آخر میں جناب ڈاکٹر وحید احمد سے غزل کی فرمائش کی گئی، جس پر انھوں نے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا اور یوں یہ علمی و ادبی تقریب یادگار لمحات کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

تقریبِ رونمائیِ کتب: قومی و بین الاقوامی زبانوں کا ادب

اسلام آباد: ۲۱ جنوری ۲۰۲۶ء: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام ''تقریبِ رونمائیِ کتب: قومی و بین الاقوامی زبانوں کا ادب'' کے عنوان سے ایک اہم علمی و ادبی نشست شیخ ایاز کانفرنس ہال میں منعقد ہوئی، جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے ادیبوں، مترجمین اور محققین نے شرکت کی۔ تقریب کی نظامت کے فرائض جناب ڈاکٹر عثمان غنی نے انجام دیے اور تمام مہمانانِ گرامی کا تعارف پیش کیا۔ صدارت جناب ڈاکٹر احسان اکبر نے کی، جب کہ مہمانانِ خصوصی میں جناب سلمان باسط اور جناب ارشد وحید شامل تھے۔

جناب سمیع الرحمان نے ''پشتو ناول: ۱۹۴۷ تا حال'' از محترمہ کلثوم زیب پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے مصنفہ کا تعارف پیش کیا اور بتایا کہ انھوں نے پشتو زبان میں کئی اہم کتابوں کے تراجم بھی کیے ہیں، جن میں محترمہ ڈاکٹر حمیرا اشفاق کا ناول ''می سوزم'' بھی شامل ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے، جن میں پشتو ناول کی ہیئت، اس کے ارتقا اور فنی پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں اسی سے زیادہ ناولوں کا ذکر شامل ہے، جو اس کی نمایاں خصوصیت ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس میں نہ صرف ناول نگاروں کے حالاتِ زندگی شامل کیے گئے ہیں بلکہ مستند حوالہ جات بھی دیے گئے ہیں۔ مکالمہ نگاری، منظر نگاری اور با محاورہ زبان نے اس کتاب کو مزید معتبر بنا دیا ہے اور چھوٹے بڑے تمام ناول نگاروں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جناب ڈاکٹر منظور ویسریو نے ''یدغا زبان و ادب'' از جناب ڈاکٹر اسماعیل گوہر پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ مادری زبان کی اہمیت بنیادی ہے اور پاکستان میں ستر سے زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں، جن میں سے اکثر شمالی علاقہ جات میں رائج ہیں۔ انھوں نے خاص طور پر چترال کی زبان یدغا کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ زبانیں معدوم ہو رہی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ انھیں تحریری صورت میں محفوظ کیا جائے۔ ان کے مطابق یہ کتاب یدغا زبان کو ہمیشہ زندہ رکھنے میں اہم کردار ادا کرے گی، کیوں کہ اس کے لیے باقاعدہ رسم الخط وضع کیا گیا ہے اور زبان کو محبت کے ساتھ محفوظ کیا گیا ہے۔ جناب ڈاکٹر صفدر رشید نے ''میکس ہافلار'' (ناول) از جناب غلام احمد بشیر، جناب فاروق خالد پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک نہایت اہم اور جدید ناول ہے، جس میں ہالینڈ میں مذہب اور تعلیم کے نام پر ہونے والی بالادستی کو ایک رپورٹ کے انداز میں ناول کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس ناول میں ''گم شدہ مسودے'' کی تکنیک برتی گئی ہے اور ہالینڈ میں بسنے والے مختلف مذاہب کے افراد کی زندگی کو کھل کر بیان کیا گیا ہے، جو اس ناول کو فکری اعتبار سے منفرد بناتا ہے۔ مہمانِ خصوصی جناب ارشد وحید نے کہا کہ تمام مقررین نے نہایت معیاری مضامین پیش کیے۔ انھوں نے ترجمے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہر زبان کی اپنی روایت اور تہذیب ہوتی ہے، جس سے واقفیت ترجمے کے ذریعے ہی ممکن ہوتی ہے۔ بین الاقوامی ادب سے سیکھنے کے لیے بھی ترجمہ ناگزیر ہے اور اس کے لیے متن سے وفاداری ضروری ہوتی ہے۔ انھوں نے نئے اہلِ قلم کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی زبانوں کے ادب کو بین الاقوامی زبانوں میں منتقل کریں تاکہ پاکستانی ادب عالمی سطح پر متعارف ہو سکے۔ مہمانِ خصوصی جناب سلمان باسط نے کہا کہ زبان وہی زندہ رہتی ہے جس میں ادب تخلیق ہوتا ہے، اس لیے ہماری علاقائی زبانیں بے حد وسیع اور زرخیز ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پنجابی ادب میں تصوف کی جو گہرائی پائی جاتی ہے وہ کسی اور زبان میں کم نظر آتی ہے۔ انھوں نے ترجمے میں ماخذ متن سے وفاداری کو ناگزیر قرار دیا اور سوال اٹھایا کہ ہمارا ادب عالمی سطح پر کیوں متعارف نہیں ہو سکا، جب کہ بیرونِ ملک ادیبوں کو تحریر اور ترجمے کے لیے بھاری معاوضے دیے جاتے ہیں، جس کے باعث ان کا ادب دنیا بھر تک پہنچتا ہے۔ صاحبِ صدارت جناب ڈاکٹر احسان اکبر نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ہمیں اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دینے چاہییں اور اپنے اداروں کی بہتری کے لیے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ ادیب اور شاعر اداروں میں دروازے بناتے ہیں اور ادب کو دنیا سے متعارف کرواتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اس کانفرنس سے ہم سب نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ انھوں نے ناول کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے کہا کہ افسانے کے بعد ناول نے عام انسان کو بھی کہانی کا حصہ بنایا اور تقسیمِ ہند کی تباہ کاریوں کو بہت سے ناول نگاروں نے کھل کر پیش کیا۔ ترجمے کے بارے میں انھوں نے کہا کہ الفاظ کا درست نعم البدل سوچ سمجھ کر اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ اصل معنی اور تاثر برقرار رہ سکے۔ یوں یہ علمی و ادبی تقریب قومی و بین الاقوامی زبانوں کے ادب کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اختتام پذیر ہوئی۔

تقریبِ رونمائی: رسائل و جرائد

اسلام آباد؛ ۲۱ جنوری ۲۰۲۶ء: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام ''تقریبِ رونمائی: رسائل و جرائد'' کے عنوان سے ایک علمی و فکری نشست شیخ ایاز کانفرنس ہال میں منعقد ہوئی، جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے ادیبوں، ناقدین اور اہلِ قلم نے شرکت کی۔ تقریب کی مجلسِ صدارت جناب علی محمد فرشی اور جناب احمد حاطب صدیقی نے کی، جب کہ مہمانانِ خصوصی میں محترمہ فریدہ حفیظ اور جناب ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر شامل تھے۔ نظامت کے فرائض جناب کاشف عرفان نے انجام دیے، جنھوں نے تمام مہمانانِ گرامی کا تعارف کروایا اور بچوں کے لیے لکھنے والے ادیبوں اور ادبی رسائل کا خصوصی ذکر کیا۔ جناب ڈاکٹر ریاض عادل نے ''ادبیاتِ اطفال'' پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ بچوں کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف نوعیت کی کہانیاں شائع کی جاتی رہی ہیں، جس کا بڑا سہرا جناب اختر رضا سلیمی کے سر ہے۔ انھوں نے کہا کہ ادبیاتِ اطفال میں تراجم بھی شامل کیے جاتے ہیں اور بچوں کے لیے لکھنا نہایت اہم ہے کیوں کہ یہی ادب ان کی شخصیت کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ محترمہ ڈاکٹر حمیرا اشفاق نے ''سہ ماہی ادبیات'' پر گفتگو سے قبل اقامتی منصوبے کے اہلِ قلم کو خوش آمدید کہا اور پھر ادبیات کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ انھوں نے بتایا کہ ان کا اپنا ادبی سفر بھی ادبیات سے شروع ہوا اور ۲۰۰۵ء میں احمد ندیم قاسمی کے خصوصی نمبر میں ان کی تحریر شائع ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ ایک ادیب بتدریج آگے بڑھتا ہے اور وقت کے ساتھ اسے پذیرائی ملتی ہے، جب کہ نقاد کی حیثیت بھی بہت اہم ہے کیوں کہ اسے وسیع مطالعہ درکار ہوتا ہے۔ انھوں نے لفظوں اور ان کے معانی کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ ''ادبیات'' جیسے رسائل ادیب کی پرورش میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ انھوں نے آفتاب اقبال شمیم نمبر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ادیبوں کی دو اقسام ہوتی ہیں: ایک وہ جو خود کو نمایاں کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو گوشہ نشین ہوتے ہیں اور آفتاب اقبال شمیم بھی انھی میں سے تھے، جنھیں ''ادبیات'' نے ہم سے متعارف کروایا۔ مہمانِ خصوصی جناب ڈاکٹر افتخار کھوکھر نے کہا کہ ادبیاتِ اطفال کے لیے انھوں نے مختلف تجاویز پیش کیں اور مسلسل کوششوں کے بعد ۲۰۱۷ء میں بتیس سال کے وقفے کے بعد ''ادبیاتِ اطفال'' کا اجرا ممکن ہو سکا، جو اب جناب اختر رضا سلیمی کی ادارت میں کامیابی سے شائع ہو رہا ہے۔ محترمہ فریدہ حفیظ نے رسائل کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے اپنے عہد کے نامور ادبی رسائل کا حوالہ دیا اور کہا کہ کہانیاں ذہن کو وسعت دیتی ہیں اور علم میں اضافہ کرتی ہیں۔ انھوں نے اپنی تحریروں اور ادبی تجربات سے بھی حاضرین کو آگاہ کیا۔ مجلسِ صدارت میں شامل جناب احمد حاطب صدیقی نے کہا کہ ادبیاتِ اطفال تخلیق کرنے والے لوگ قوم کی قیمتی خدمت کر رہے ہیں۔ انھوں نے بچوں کو قومی اور علاقائی زبانوں میں تعلیم دینے پر زور دیا اور کہا کہ اگر بچوں کے لیے زندہ ادب تخلیق کیا جائے تو وہ نسلوں تک زندہ رہتا ہے۔ جناب علی محمد فرشی نے اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ اہلِ قلم سینئر ادیبوں سے بہت کچھ سیکھ کر واپس جائیں گے۔ انھوں نے اپنی تحریروں اور تجربات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مضافات میں نہ صرف فطرت خالص ملتی ہے بلکہ زبان اور جذبات بھی خالص ہوتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہجوم میں بیٹھ کر لکھنا ممکن نہیں، ادب دراصل لہجے اور حِس کا نام ہے، محض عقلی علم نہیں۔ عقل سے اسلوب کی نشان دہی تو ہو سکتی ہے مگر شاعری تخلیق نہیں کی جا سکتی۔ انھوں نے مادری زبان میں علم حاصل کرنے پر زور دیا اور کہا کہ صوفی اور شاعر ایک جیسے ہوتے ہیں، فرق یہ ہے کہ صوفی تجربے کو جذب کر لیتا ہے اور شاعر اسے تخلیق میں ڈھال دیتا ہے۔ آخر میں شرکا نے گروپ فوٹو لیا اور یوں یہ فکری و ادبی تقریب رسائل و جرائد اور ادبیاتِ اطفال کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اختتام پذیر ہوئی۔

”چائے، باتیں اور کتابیں“ کے تحت نوجوان اہل قلم سے مکالمہ

اسلام آباد: ۲۱ جنوری ۲۰۲۶: اکادمی ادبیات پاکستان کے مقبول ہفتہ وار سلسلے ”چائے، باتیں اور کتابیں“ کی ۱۷ویں غیر رسمی نشست ۲۱ جنوری ۲۰۲۶ کو کمیٹی روم نمبر ۱ میں منعقد ہوئی، جس میں اسلام آباد اور راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے پچاس سے زائد نامور ادیبوں اور شاعروں نے شرکت کی۔ نشست کی نظامت منتظم اعزازی جناب منیر فیاض نے کی۔ انھوں نے تمام معزز ادیبوں اور شاعروں کو اکادمی ادبیات کے اقامتی منصوبے کے تحت آنے والے اہلِ قلم سے متعارف کروایا، جس کے بعد اقامتی منصوبے میں شریک تمام اہلِ قلم نے فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کیا۔ جناب منیر فیاض نے بتایا کہ یہ ایک غیر رسمی نشست ہے جس کا کوئی مخصوص موضوع نہیں، جہاں شرکا اپنی مرضی سے کسی بھی موضوع پر اظہارِ خیال کر سکتے ہیں۔ یہ خصوصی نشست اہلِ قلم کے لیے منعقد کی گئی تھی۔ نشست کا آغاز اقامتی منصوبے کے اہلِ قلم کے متجسس سوالات سے ہوا، جن کے جواب سینئر ادیبوں اور شاعروں نے نہایت بصیرت افروز انداز میں دیے۔ اس کے بعد اہلِ قلم نے اردو اور انگریزی کے ساتھ ساتھ اپنی مادری زبانوں جن میں پشتو، بلوچی، سندھی اور پنجابی شامل تھیں میں اپنی تخلیقات سنائیں اور حاضرین سے بھرپور داد وصول کی۔ شرکا نے اکادمی ادبیات پاکستان کے اس اقامتی منصوبے کو بے حد سراہتے ہوئے کہا کہ مختلف زبانوں اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ قلم کو ایک جگہ جمع کرنا ادب کو وسعت دینے کے مترادف ہے۔ انھوں نے نئے لکھنے والوں کی تخلیقی صلاحیتوں کے مزید نکھار کے لیے قیمتی تجاویز بھی پیش کیں۔ شرکا کا کہنا تھا کہ اچھا ادیب وہی ہوتا ہے جو معاشرے کے مسائل کو اپنی تخلیق کا موضوع بنا کر اپنے منفرد اسلوب میں پیش کرے اور جو ادب معاشرے کی سچی عکاسی کرے وہی حقیقی معنوں میں اچھا ادب کہلاتا ہے۔ آخر میں جناب اختر عثمان سے غزل کی فرمائش کی گئی، جسے انھوں نے نہایت دلکش انداز میں پیش کر کے محفل میں سماں باندھ دیا اور یوں نشست اپنے اختتام کو پہنچی۔ اختتام پر جناب منیر فیاض نے تمام شرکا کا شکریہ ادا کیا۔ اس نشست میں شریک ہونے والوں میں جناب اختر عثمان، جناب اقبال افکار، جناب امداد آکاش، جناب سمیع الرحمان، جناب احمد رضا راجا، محترمہ راشدہ ماہین، جناب انصر گیلانی، محترمہ صباح کاظمی، محترمہ یاسمین کنول، جناب ذیشان حیدر، جناب رفاقت راضی، جناب شیراز دستی، جناب اکبر نیازی، محترمہ فاخرہ نورین، جناب حمزہ حسن شیخ، جناب ارحم روحان، محترمہ حبیبہ طلعت، محترمہ اسما اجمل، جناب ساجد، جناب جمال زیدی، جناب اعطاس احمد، جناب شبیر احمد، جناب عثمان احمد، جناب ناصر علی ناصر، محترمہ ارم فاطمہ، محترمہ علشبہ، محترمہ قندیل اور جناب مہر علی، اقامتی منصوبے کے بیس اہل قلم سمیت دیگر معزز اہلِ قلم شامل تھے۔

محترمہ نعیم فاطمہ علوی کے ساتھ ملاقات اور عشائیہ

اسلام آباد: ۲۱ جنوری ۲۰۲۶: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام اقامتی منصوبے کے بیس رکنی وفد نے معروف سماجی شخصیت، افسانہ نگار، مضمون و انشائیہ نگار، ادبِ اطفال کی خالق، گرلز گائیڈ کی ٹریزر اور دس کتابوں کی مصنفہ محترمہ نعیم فاطمہ علوی کی دعوت پر ان کی رہائش گاہ پر ایک بھرپور اور یادگار ادبی نشست میں شرکت کی۔ اس موقع پر جڑواں شہروں سے تعلق رکھنے والے نام وَر اہلِ قلم بھی موجود تھے۔ محترمہ نعیم فاطمہ علوی نے مہمانوں کا

پر تپاک استقبال کیا اور اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین ڈاکٹر نجیبہ عارف کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اقامتی منصوبہ جیسے اقدامات ڈاکٹر نجیبہ عارف کی ادب اور انسان سے گہری محبت کا مظہر ہیں۔ یہ منصوبہ محض ایک خیال نہیں بلکہ نہایت دانش مندی سے ترتیب دی گئی سرگرمیوں کا جامع سلسلہ ہے، جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ انھوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج ان کی چھت تلے مہمانوں کی صورت میں پورا پاکستان جمع ہے۔ اپنی گفتگو میں محترمہ نعیم فاطمہ علوی نے بتایا کہ ان کے گھر پر باقاعدگی سے ماہانہ ادبی نشستیں منعقد ہوتی ہیں، جن کا آغاز ''کاروانِ ادب'' کے عنوان سے ہوا۔ بعد ازاں لوک ورثہ میں موسیقی کے پروگرام منعقد کیے گئے جن سے کئی فن کار سامنے آئے۔ اسی تسلسل میں انھوں نے اپنے گھر پر ''مناثرہ'' کے عنوان سے نثر نگاروں کی دو گھنٹے پر مشتمل نشستوں کا آغاز کیا، جو آج تک جاری ہیں اور جن میں ادب کی ہر صنف پر گفتگو ہوتی ہے۔ انھی نشستوں کے اثرات کے طور پر نیشنل بک فاؤنڈیشن کی ''ادبی رابطے'' کی نشستوں کا آغاز ہوا، جو اب ملک بھر میں مقبول ہو چکی ہیں۔

اس موقعے پر اقامتی منصوبے کے شرکا نے فرداً فرداً اپنا تعارف کروایا، جب کہ محترمہ نعیم فاطمہ علوی نے ان سے منصوبے اور ادبی سرگرمیوں کے حوالے سے فیڈ بیک بھی حاصل کیا۔ ادبِ اطفال پر گفتگو کرتے ہوئے محترمہ نعیم فاطمہ علوی نے کہا کہ بچوں کے لیے لکھنا نہایت مشکل اور ذمہ دارانہ کام ہے۔ ابتدا میں وہ خود اس صنف کو عمومی ادب کے مقابلے میں کم تر سمجھتی تھیں، مگر جب انھوں نے اس میدان میں قدم رکھا تو احساس ہوا کہ یہ کتنا حساس اور اثر انگیز کام ہے۔ انھوں نے بتایا کہ وہ سنگاپور میں بچوں کو ادب اور کتابوں سے جوڑنے کے موضوع پر ورکشاپ میں شرکت کر چکی ہیں اور بچوں کے لیے ان کی تحریریں اسی تربیت کا ثمر ہیں۔ نشست کے دوران میں محترمہ نعیم فاطمہ علوی نے اپنے افسانوی مجموعے ''مسیحا'' سے افسانہ ''ماں جی کا سویٹر'' سنایا، جس نے سامعین کو ایک گہرے جذباتی تاثر میں مبتلا کر دیا۔ افسانہ اگرچہ فضا کو قدرے سوگوار کر گیا، تاہم اسے بے حد سراہا گیا اور انھوں نے خوب داد سمیٹی۔ مضافات کو ادب میں جگہ دینے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ انھوں نے حیدر آباد کی بستیوں کو قریب سے دیکھا اور انھیں اپنی تخلیقات کا حصہ بنایا۔ ٹیلنٹ کے حوالے سے ان کا کہنا تھا کہ صلاحیت کسی کی میراث نہیں ہوتی بلکہ یہ کہیں بھی، کسی بھی کونے میں ودیعت ہو سکتی ہے، اور اقامتی منصوبے کے شرکا اس بات کا عملی ثبوت ہیں کہ مضافات میں رہنا تخلیقی صلاحیت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔ محترمہ نعیم فاطمہ علوی نے اس امید کا اظہار بھی کیا کہ اگر ادیب چاہے تو معاشرے میں مثبت تبدیلی لا سکتا ہے۔ اس موقعے پر محترمہ قیصرہ علوی نے گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ شرکا سے یہی توقع ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں واپس جا کر اپنی ذات اور ادب کے ذریعے تبدیلی کا سبب بنیں۔ نشست کے آخری حصے میں معروف نعت خواں اور غزل گو جناب صبغت اللہ نے صوفیانہ کلام پیش کیا، جب کہ معروف گلوکارہ محترمہ محمودہ قمر نے فیض احمد فیض کی نظم سمیت مترنم کلام سنا کر محفل کو وجدانی کیفیت میں مبتلا کر دیا اور فضا کا رنگ ہی بدل دیا۔ بعد ازاں مہمانوں کو پر تکلف عشائیہ پیش کیا گیا، جس کے دوران بھی ادبی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ نشست کا اختتام یادگاری گروپ فوٹو کے ساتھ ہوا، یوں یہ ادبی شام علم، فن اور محبت کی خوشگوار یادوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

ساتواں دن: ۲۲ جنوری ۲۰۲۶ء

انسٹی ٹیوٹ آف اسٹریٹیجک اسٹڈیز، اسلام آباد کا دورہ

اسلام آباد، ۲۲ جنوری ۲۰۲۶: انسٹی ٹیوٹ آف اسٹریٹیجک اسٹڈیز، اسلام آباد (آئی ایس ایس آئی) نے اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے بیس رکنی وفد کی میزبانی کی۔ اس وفد میں ملک بھر سے تعلق رکھنے والے ادیبوں، شاعروں اور اہلِ علم نے شرکت کی، جن کا مقصد قومی، علاقائی اور عالمی اہمیت کے حامل امور پر فکری مکالمے کو فروغ دینا تھا۔ وفد کی قیادت اکادمی ادبیات پاکستان کی ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر بی بی امینہ نے کی۔ اس موقعے پر ہونے والی گفتگو نے تحقیقی اور ادبی حلقوں کے مابین روابط کو مضبوط بنانے اور پاکستان کو درپیش اندرونی و بیرونی چیلنجز کی بہتر تفہیم کے عزم کی عکاسی کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر طلعت شبیر، ڈائریکٹر چائنا پاکستان اسٹڈی سینٹر (سی پی ایس سی)، آئی ایس ایس آئی نے وفد کا خیر مقدم کیا اور صدر نشین اکادمی پروفیسر ڈاکٹر نجیبہ عارف کے اقدام کو سراہتے ہوئے ان کا بھی شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے اپنے ادارے کے اغراض و مقاصد، تنظیمی ڈھانچے اور تحقیقی شعبہ جات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ آئی ایس ایس آئی اسٹریٹیجک امور، خارجہ پالیسی، سیاسی معیشت اور غیر روایتی سکیورٹی چیلنجز پر پالیسی پر مبنی تحقیقی کام انجام دے رہا ہے۔ ڈاکٹر طلعت شبیر نے موجودہ عالمی حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے علاقائی استحکام اور پاکستان کی خارجہ پالیسی پر ممکنہ اثرات پر بھی اظہارِ خیال کیا۔ بعد ازاں سوال و جواب پر مشتمل نشست میں شرکا نے خیالات کا بھرپور تبادلہ کیا، جس میں جامع ترقی، باخبر پالیسی سازی اور تحقیقاتی تعاون کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ اس موقعے پر آئی ایس ایس آئی اور اکادمی ادبیات پاکستان کے مابین مستقبل میں تعاون کے امکانات کو بھی سراہا گیا۔ تقریب کے اختتام پر ڈاکٹر بی بی امینہ کو آئی ایس ایس آئی کا یادگاری تحفہ اور ادارے کی حالیہ مطبوعات پیش کی گئیں، جب کہ یادگاری گروپ فوٹو بھی لیا گیا۔

پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس (پی این سی اے) کا دورہ

اسلام آباد؛۲۲ جنوری ۲۰۲۵: اکادمی ادبیات پاکستان کے زیر اہتمام اقامتی منصوبے کے بیس رکنی وفد نے پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس (پی این سی اے) کا دورہ کیا، جہاں ڈپٹی ڈائریکٹر جناب خورشید جان اور محترمہ مریم احمد نے وفد کا پرتپاک استقبال کیا۔اس موقع پر محترمہ مریم احمد نے وفد کو مرحلہ وار پی این سی اے کی مختلف آرٹ گیلریوں کا دورہ کرایا۔دورے کے دوران وفد کو معروف پاکستانی اور غیر ملکی فن کاروں اور مصوروں کے فن پاروں سے روشناس کرایا گیا، جن میں ممتاز مصور عبدالرّحمن چغتائی کے علاوہ دیگر فن کاروں کے ایبسٹریکٹ آرٹ، آئل، واٹر کلر اور پنسل و پین سے تخلیق کردہ شاہکار شامل تھے۔ محترمہ مریم احمد نے ہر فن پارے کی فنی جہات، رنگ اور معنوی پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔دورے کے اختتام پر وفد کو معروف مصور صادقین کی گیلری دکھائی گئی، جہاں علامہ اقبال کے منتخب اشعار کی مصورانہ تشکیل پر مبنی صادقین کے فن کا تعارف کرایا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ ممتاز فن کار گل جی کے فن پاروں کے نمونے بھی پیش کیے گئے اور ان کے فن کی باریکیوں اور انفرادیت سے وفد کو آگاہ کیا گیا۔وفد کے اراکین نے پی این سی اے کے اس علمی و فنی دورے کو نہایت معلوماتی اور متاثر کن قرار دیتے ہوئے اس اقدام کو فنونِ لطیفہ کے فروغ میں اہم سنگِ میل قرار دیا۔

پاکستانی زبانوں کے اہلِ قلم سے مکالمہ

اسلام آباد؛۲۲ جنوری ۲۰۲۶:اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد کے زیر اہتمام "پاکستانی زبانوں کے اہلِ قلم سے مکالمہ" کے عنوان سے پاکستان کی قومی زبانوں کے اہلِ قلم کے ساتھ ایک فکری و علمی نشست کمیٹی روم نمبر ۱ میں منعقد ہوئی، جس میں ملک کی مختلف زبانوں کے ادبی، تہذیبی اور تاریخی پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی۔اس مکالمے میں ممتاز اہلِ قلم محترمہ ثروت محی الدین، جناب شریف شاد، جناب حکیم صفدر روامق، جناب اقبال حسین افکار، جناب طارق بھٹی، جناب ملک مہر علی، محترمہ زبیدہ بروانی، ڈاکٹر ضیاء الرحمن بلوچ اور جناب راشد عباسی نے شرکت کی اور اپنی علمی و

ادبی آرا سے محفل کو وقار بخشا۔ تقریب کی نظامت کے فرائض ڈاکٹر سعدیہ کمال نے انجام دیے۔ ڈاکٹر سعدیہ کمال نے مہمانانِ گرامی اور ملک کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے اقامتی منصوبے کے شرکا کو خوش آمدید کہا، مہمانوں کا تعارف کرایا اور مکالمے کا باقاعدہ آغاز کیا۔

جناب راشد عباسی نے پہاڑی زبانوں کے منظر نامے پر گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ مقبوضہ کشمیر میں پہاڑی زبان کا ماہنامہ ۱۹۸۰ء سے مسلسل شائع ہو رہا ہے، تاہم سیاسی حالات کے باعث کتابوں کا تبادلہ ممکن نہیں رہا۔ انھوں نے کہا کہ پہاڑی زبان پر کشمیر، مری، گلیات ہزارہ اور انگلینڈ میں کام ہو رہا ہے، جہاں قرآنِ مجید کے ترجمے، تفاسیر اور دیگر علمی و ادبی کتابیں پہاڑی زبان میں شائع ہو رہی ہیں، جب کہ نجی تعلیمی اداروں میں بھی یہ زبان پڑھائی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر ضیاء الرحمن بلوچ نے بلوچی اور براہوی زبانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ایک کثیر اللسان، کثیر الثقافتی اور کثیر المذہبی ملک ہے، جہاں بولی جانے والی ہر زبان ہماری قومی شناخت اور فخر کا حصہ ہے۔ انھوں نے زور دیا کہ زبان کی شناخت کو تعصب کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔ جناب اقبال حسین افکار نے پشتو ادب پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ صدیوں سے اس خطے میں آباد ہیں اور ان کے درمیان محبت اور ہم آہنگی کا رشتہ قائم ہے۔ جناب حکیم صفدر روامق نے پنجابی زبان میں شاعری اور تحقیق کے حوالے سے اپنے خیالات پیش کیے۔ جناب شریف شاد نے پوٹھوہاری زبان کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ یہ زبان ریڈیو پاکستان کے دور سے نشریات کا حصہ ہے اور ۱۹۷۰ء میں انھوں نے اس کی لغت مرتب کی جس کی تکمیل ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ جس زبان کے قواعد اور لغت موجود ہوں وہ دیرپا ثابت ہوتی ہے اور آج پوٹھوہاری زبان میں دو سو سے زائد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جناب ملک مہر علی نے پنجابی زبان پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ قیامِ پاکستان کے بعد پنجابی نثر اور فکشن میں نمایاں پیش رفت ہوئی اور آج نہ صرف پنجاب بلکہ ملک کے دیگر حصوں میں بھی پنجابی افسانہ اور ناول لکھا جا رہا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ اکادمی ادبیات پاکستان ہر سال ۲۱ فروری کو پنجابی بولی کا دن مناتی ہے۔ محترمہ زبیدہ بروانی نے سندھی زبان و ادب پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ سندھی ادب کی بنیادوں میں شاہ عبداللطیف بھٹائی کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ آج سندھی زبان ڈیجیٹل دنیا میں بھی بھرپور طور پر موجود ہے، حتیٰ کہ موبائل کی بورڈ بھی سندھی زبان میں دستیاب ہے، اور شاہ عبداللطیف بھٹائی کا رسالہ ۱۳۵ زبانوں میں ڈیجیٹلائز ہو چکا ہے۔ انھوں نے اپنے صوفی ازم پر مبنی ناول کا ذکر بھی کیا جس پر اکادمی ادبیات پاکستان نے انھیں ایوارڈ دیا۔ جناب طارق بھٹی نے زبان اور تاریخ کے باہمی تعلق پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ زبان خلا میں جنم نہیں لیتی بلکہ تاریخ کے بطن سے ابھرتی ہے۔ انھوں نے مولانا رومی کے شعر کا پنجابی ترجمہ پیش کرتے ہوئے انسانی شعور کے ارتقا کی وضاحت کی اور لوک کہانیوں میں محفوظ تاریخی شعور کو اجاگر کیا۔ ڈاکٹر سعدیہ کمال نے سرائیکی زبان کے فروغ پر بات کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ اس زبان میں نمایاں ادبی سرگرمیاں جاری ہیں اور ریڈیو پروگرام بھی نشر ہو رہے ہیں، تاہم اسے مزید سرپرستی کی ضرورت ہے۔ انھوں نے خواجہ غلام فرید کی شاعری کو آفاقی ادب کا درجہ قرار دیا۔ محترمہ ثروت محی الدین نے زبان کے ارتقا اور اس کے سماجی کردار پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ زبان آوازوں سے نشانوں اور پھر تحریر کی صورت میں وجود میں آئی اور یہ انسانی اظہار کا بنیادی ذریعہ ہے۔ انھوں نے پاکستان میں بولی جانے والی مختلف زبانوں اور لہجوں کو ثقافتی تنوع کی علامت قرار دیا۔ آخر میں انھوں نے اپنی پنجابی شاعری بھی سنائی جسے سامعین نے بے حد سراہا۔ یوں یہ علمی و ادبی مکالمہ نہایت خوشگوار، فکری اور ہم آہنگ ماحول میں اختتام پذیر ہوا۔

''اہلِ قلم سے ملیے'' کے تحت جناب حسن عباس رضا سے مکالمہ

اسلام آباد؛ ۲۲ جنوری ۲۰۲۶ء: اکادمی ادبیات پاکستان کے معروف ادبی سلسلے ''اہلِ قلم سے مکالمہ'' کے تحت ممتاز شاعر اور نثر نگار جناب حسن عباس رضا کے اعزاز میں ایک فکری و ادبی تقریب شیخ ایاز کانفرنس ہال میں منعقد ہوئی۔ اس نشست میں راولپنڈی، اسلام آباد اور دیگر شہروں سے آئے ہوئے اہلِ قلم اور ادب دوستوں نے شرکت کی۔ تقریب کی نظامت کے فرائض محترمہ فرخندہ شمیم نے نہایت سلیقے اور خوش اسلوبی سے انجام دیے۔ انھوں نے معزز شرکا کو خوش آمدید کہا اور صاحبِ تقریب کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ جناب حسن عباس رضا نہ صرف ایک ممتاز شاعر ہیں بلکہ وہ پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس کے ڈائریکٹر بھی رہ چکے ہیں اور نثر نگاری میں بھی ان کا ایک معتبر مقام ہے۔ ان کی خاکوں کی معروف کتاب ''میرے مہربان، میرے چارہ گر'' میں ملکی و غیر ملکی شخصیات کے دلکش اور بامعنی خاکے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے شعری مجموعوں اور ادبی جریدہ ''خیابان'' کے آٹھ شماروں کا بھی ذکر کیا گیا جو ادبی دنیا میں غیر معمولی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔

اس موقع پر ڈاکٹر شاذیہ اکبر نے پنجابی زبان میں ایک مضمون پیش کیا جس میں انھوں نے جناب حسن عباس رضا سے اپنی پہلی ملاقات کا احوال نہایت دلنشیں اور ہلکے پھلکے انداز میں بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ حسن عباس رضا کی شخصیت رنگین، دلکش اور محفل کی رونق بڑھانے والی ہے۔ جناب اختر عثمان نے کہا کہ ان کی حسن عباس رضا سے چالیس برس پر محیط رفاقت ہے۔ وہ ایک ایسے شاعر ہیں جو محفل کی آرزو اور سامع کی کیفیت کو سمجھتے ہیں۔ انھوں نے حسن عباس رضا کی نجی زندگی کا حوالہ دیتے ہوئے ان کے بھائیوں کی وفات کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ غم ان کی غزلوں میں نمایاں طور پر جھلکتا ہے۔ محترمہ محمودہ غازیہ نے کہا کہ ان کی حسن عباس رضا سے پرانی رفاقت ہے اور وہ پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس میں ان کے ساتھ کام کر چکی ہیں۔ انھوں نے زندگی کے کڑے وقتوں میں ایک ساتھ کھڑے رہنے کی یادیں بھی تازہ کیں۔ جناب محبوب ظفر نے کہا کہ حسن عباس رضا اپنے اشعار کی بدولت دنیا بھر میں پہچانے جاتے ہیں۔ وہ خوش نصیب ہیں کہ انھیں اتنی محبت اور پذیرائی ملی، جو کم لوگوں کے حصے میں آتی ہے۔ ان کی شخصیت انھیں ہر دل عزیز بناتی ہے۔ محترمہ افشاں عباسی نے کہا کہ مسکرانا حسن عباس رضا کی طبیعت کا خاصہ ہے اور محبت بانٹنا ان کی فطرت۔ انھوں نے کہا کہ حسن عباس نے زندگی کی جدوجہد کے باوجود ہمیشہ مسکراہٹیں بانٹیں۔ محترمہ ثروت محی الدین نے بتایا کہ ان کی حسن عباس رضا سے پہلی ملاقات ایک مشاعرے

میں ہوئی تھی،اس کے بعد انھوں نے متعدد مشاعروں میں ایک ساتھ شرکت کی اور بیرونِ ملک ادبی اسفار کی یادیں بھی تازہ کیں۔جناب قیوم طاہر نے کہا کہ حسن عباس رضا محبت اور مزاحمت دونوں کے شاعر ہیں۔انھوں نے اپنے عہد کے حالات کو بے باکی سے اپنی شاعری میں پیش کیا کیوں کہ ایک ادیب اور شاعر اپنے زمانے کی ترجمانی کرتا ہے۔ان کی شاعری کو قارئین اور سامعین میں بے حد پذیرائی حاصل ہے۔بعدازاں شرکائے محفل نے جناب حسن عباس رضا سے ان کی شاعری اور شخصیت کے حوالے سے مختلف سوالات کیے جن کے انھوں نے مدلل اور دلنشیں انداز میں جوابات دیے۔شرکا کی فرمائش پر انھوں نے اپنی غزلیں تحت اللفظ اور مترنم بھی سنائیں، جس نے محفل کو ایک یادگار اختتام بخشا۔آخر میں معروف استاد اور اردو اور پنجابی کی شاعرہ محترمہ تحریم ظفر نے شرکا میں کتب تقسیم کیں۔یوں یہ فکری و ادبی نشست اس امید کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی کہ ایسے مکالمے ادب، محبت اور شعور کے چراغ روشن کرتے رہیں گے اور اہلِ قلم اپنے لفظوں سے سماج کو روشنی عطا کرتے رہیں گے۔

جناب رحمان فارس کے ساتھ ایک غیر رسمی ادبی نشست

اسلام آباد؛ ۲۲ جنوری ۲۰۲۶: اکادمی ادبیات پاکستان کے اقامتی منصوبے کے شرکا کی معروف و مقبول شاعر رحمان فارس کے ساتھ ایک غیر رسمی مگر یادگار ادبی نشست منعقد ہوئی۔ نشست کے آغاز میں رحمان فارس نے منصوبے کے شرکا سے تعارف حاصل کیا اور ان کے انتخاب کے طریقۂ کار سے آگاہی حاصل کی۔اس موقعے پر رحمان فارس نے اکادمی ادبیات پاکستان کی قیادت، بالخصوص صدرِ اکادمی کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ بیرونِ ممالک اہلِ قلم کے لیے جاری اقامتی منصوبوں کو پاکستان میں متعارف کروانا ایک خوش آئند اور قابلِ تقلید قدم ہے۔انھوں نے اس منصوبے میں شفافیت کو یقینی بنانے اور ملک بھر سے اہلِ قلم کو شرکت کے مساوی مواقع فراہم کرنے کو اکادمی کی بڑی کامیابی قرار دیا۔شرکا کی فرمائش پر رحمان فارس نے اپنی منتخب نظمیں، ''یاد آباد'' کے کچھ حصے اور غزلیں پیش کیں جنھیں سامعین نے بے حد سراہا۔ نشست کے دوران میں شاعری، تخلیقی عمل اور عصرِ حاضر کے ادبی رجحانات پر بھی گفتگو ہوئی۔آخر میں رحمان فارس نے شرکا کو اپنی کتب پیش کیں، جس پر شرکا نے ان کا شکریہ ادا کیا۔اختتام پر شرکا نے اس نشست کو نہایت بامقصد اور یادگار قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسی ملاقاتیں نہ صرف تخلیقی حوصلہ افزائی کا ذریعہ بنتی ہیں بلکہ ادبی روایت کو مضبوط بنانے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

آٹھواں دن: ۲۳ جنوری ۲۰۲۶ء

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) کا دورہ

اسلام آباد؛ ۲۳ جنوری ۲۰۲۶ء: اکادمی ادبیات پاکستان کے اقامتی منصوبے کے شرکا پر مشتمل وفد نے نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) کا دورہ کیا۔ نمل پہنچنے پر صدر شعبۂ اردو ڈاکٹر عنبرین تبسم اور صدر شعبۂ ترکی ڈاکٹر عارفہ زرداد نے وفد کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر ڈین فیکلٹی آف لینگویجز، پروفیسر ڈاکٹر جمیل اصغر جامی نے وفد کو نمل کی جامع ڈاکیومنٹری دکھائی، جس کے بعد فیکلٹی آف لینگویجز کے تعارف پر مشتمل تفصیلی پریزنٹیشن پیش کی گئی۔ انھوں نے اقامتی منصوبے کے شرکا کی جانب سے کیے گئے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے۔ پروفیسر ڈاکٹر جمیل اصغر جامی نے اقامتی منصوبے کے تمام شرکا کے لیے نمل میں کرائے جانے والے مختلف کورسز میں پچاس فی صد رعایت کا اعلان بھی کیا، جسے وفد نے خوش آئند قرار دیا۔ دورے کے اختتام پر صدر نشین اکادمی ادبیات پاکستان، پروفیسر ڈاکٹر نجیبہ عارف کے لیے یادگاری شیلڈ اور کتب پیش کی گئیں۔ جب کہ اکادمی کی ڈپٹی ڈائریکٹر اکیڈمکس، ڈاکٹر بی بی امینہ کو بھی شیلڈ اور کتب کا تحفہ دیا گیا۔ اس موقع پر اقامتی منصوبے کے شرکا میں بھی کتابوں کے تحائف تقسیم کیے گئے۔ یہ دورہ علمی روابط کے فروغ اور ادبی و تعلیمی اداروں کے مابین تعاون کو مزید مضبوط بنانے کا باعث بنا۔

اختتامی اجلاس

اسلام آباد؛ ۲۳ جنوری ۲۰۲۶: معاشرتی تفریق کا خاتمہ صرف ادب اور کتاب کے ذریعے ممکن ہے، جب کہ ادب کی ترویج میں ٹیکنالوجی کا کردار اہم ہے ان خیالات کا اظہار سینیٹر پرویز رشید نے اکادمی ادبیات پاکستان، قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ واضح رہے کہ اکادمی ادبیات پاکستان کے زیر اہتمام اہلِ قلم کے لیے

دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا اختتامی اجلاس ۲۳ جنوری ۲۰۲۶ کو سہ پہر تین بجے شیخ ایاز کانفرنس ہال میں نہایت وقار اور ادبی شان و شوکت سے منعقد ہوا۔ اس ادبی تقریب میں ملک بھر سے منتخب ادیبوں، شاعروں، محققین اور دانش وروں نے بھرپور شرکت کی۔ تقریب کا آغاز جناب مشتاق حسین قادری کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، جس کے بعد جناب شہزاد سلطان بلوچ نے براہوئی زبان میں نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کی۔ اختتامی اجلاس کی صدارت نامور شاعرہ کشور ناہید نے کی، جب کہ شریکِ صدر سینیٹر پرویز رشید تھے۔ ڈاکٹر مقصود جعفری، جناب جبار مرزا، جناب امداد اکاش اور جناب سعید اختر ملک نے بطور مہمانان خصوصی شرکت کی۔ نظامت کے فرائض جناب رحمان حفیظ نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیے۔ تقریب کے صاحب صدارت سینیٹر پرویز رشید نے اپنے خطاب میں کہا کہ معاشرے میں صنفی اور عقائد کی بنیاد پر موجود تفریق کے خاتمے کے لیے کتاب اور ادب کو مؤثر کردار ادا کرنا ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ ادیب اور شاعر اپنے فکری و تخلیقی اظہار کے ذریعے سماج میں برداشت، رواداری، ہم آہنگی اور انسانی اقدار کو فروغ دے سکتے ہیں، جو ایک مہذب اور صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ سینیٹر پرویز رشید نے اس امر پر بھی زور دیا کہ موجودہ دور میں ادب کی ترویج اور اس کے اثر کو وسیع تر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کے مؤثر استعمال کی اشد ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ اکادمی ادبیات پاکستان کی ادبی تقاریب، مذاکروں اور علمی نشستوں کو آن لائن نشریات کے ذریعے عوام تک پہنچایا جانا چاہیے تاکہ ملک بھر، خصوصاً نوجوان نسل اور دور دراز علاقوں میں موجود اہلِ ادب کو بھی ان سرگرمیوں سے مستفید ہونے کا موقع مل سکے۔ صدرِ مجلس محترمہ کشور ناہید نے ادب میں معنویت، فکری گہرائی اور سماجی صداقت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ادب اگر اپنے عہد کے سماجی حقائق سے جڑا ہو تو وہ معاشرتی شعور کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ادیب کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ انسان دوستی، سچائی اور فکری دیانت کو اپنی تخلیق کا محور بنائے۔ جناب جبار مرزا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انسان کو آخری سانس تک سیکھتے رہنا چاہیے، کیوں کہ علم، مطالعہ اور تجربہ ہی فکری ارتقا اور ذہنی بالیدگی کا اصل ذریعہ ہیں۔ جناب سعید اختر ملک نے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کی شفافیت، معیار اور انتظامات کو سراہتے ہوئے اکادمی ادبیات پاکستان کے ذمہ داران کو مبارک باد پیش کی، جب کہ جناب امداد اکاش نے اس منصوبے کو ادیبوں کے مابین فکری مکالمے، قومی یکجہتی اور ثقافتی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے ایک مؤثر اور قابلِ تقلید اقدام قرار دیا۔ دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے شرکا نے باری باری اپنے تاثرات، جذبات اور ان دس دنوں کے دوران گزرے شب و روز کی

روداد سامعین کے ساتھ شیئر کی۔ شرکا نے اس منصوبے کو ادبی تربیت، تخلیقی تبادلے اور مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کے مابین قربت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کا بہترین موقع قرار دیا۔ اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین ڈاکٹر نجیبہ عارف نے اختتامی خطاب میں اقامتی منصوبے کے شرکا کی لگن، سنجیدگی اور ادبی دلچسپی کو سراہا۔ انھوں نے کہا کہ جب انھوں نے اکادمی ادبیات کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو ان کے سامنے چند واضح اہداف تھے، جن میں سب سے اہم یہ تھا

کہ پاکستان کے مضافاتی علاقوں میں موجود وہ اہلِ قلم جن کا فکری اور تخلیقی کام نہایت وقعت کا حامل ہے، مگر مرکزی ادبی دھارے سے دور رہ گئے ہیں اور مرکز میں موجود لوگ ان کی فکری کاوشوں سے ناواقف ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا بنیادی مقصد مضافاتی اور علاقائی ادب کو قومی دھارے میں شامل کرنا ہے تاکہ پاکستان کی لسانی، تہذیبی اور ثقافتی تنوع کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا جاسکے۔ انھوں نے اپنی مدتِ صدارت میں شروع کیے گئے دیگر ادبی منصوبوں پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی اور اعلان کیا کہ اکادمی ادبیات پاکستان کے تحت اپریل ۲۰۲۶ میں ایک عالمی ادبی کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جس میں دنیا بھر سے ادیب، شاعر اور دانش ور شریک ہوں گے۔ تقریب میں خیبر پختون خوا سے تعلق رکھنے والے جناب عمر خان عمر نے صدر نشین اکادمی کو چادر بھی پیش کی۔ تقریب کے اختتام پر چاروں صوبوں کے علاوہ گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے شرکا میں اکادمی ادبیات پاکستان کی مطبوعات اور اعزازی اسناد تقسیم کی گئیں۔ شرکا اور مقررین نے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کی افادیت، نتائج اور مثبت اثرات کے پیشِ نظر اس منصوبے کو مستقبل میں بھی تسلسل کے ساتھ جاری رکھنے پر زور دیا اور اکادمی ادبیات پاکستان کی ادبی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

دعوت و ملاقات: ”دھرتی رنگ رائٹرز کلب، راولپنڈی“

اسلام آباد؛ ۲۳ جنوری ۲۰۲۶: ادب، فکر اور تخلیقی شعور کو ایک بامعنی مکالمے میں پرو دینے کی غرض سے دھرتی رنگ رائٹرز کلب کے زیرِ اہتمام مورخہ ۲۳ جنوری ۲۰۲۶، بروز جمعہ ایک فکری و ادبی نشست منعقد ہوئی۔ اس پروگرام کا عنوان ”دھرتی کے رنگ: قلم و سخن کے سنگ“ تھا، جس میں ملک کے ممتاز ادیبوں، دانش وروں اور لکھنے والوں نے بھی شرکت کی۔ اس پروگرام کا انعقاد اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین ڈاکٹر نجیبہ عارف کی سرپرستی میں تشکیل دیئے جانے والے اقامتی منصوبے کے تحت کیا گیا۔ پروگرام کی نظامت رائٹرز کلب کی صدر صفیہ شاہد نے کی۔ دھرتی رنگ رائٹرز کلب کی چیئرپرسن محترمہ فرحین خالد نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ پروگرام کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا تھا، جس سے نشست کی روانی اور سامعین کی دلچسپی برقرار رہی۔ پہلا دور فکری و تخلیقی گفتگو تھا، جس میں مختلف موضوعات پر سنجیدہ اور فکر انگیز گفتگو ہوئی۔ اس نشست کا آغاز ڈاکٹر فرخ ندیم کی گفتگو سے ہوا، جنھوں نے کرٹیکل تھنکنگ، ادب اور جمہوریت کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالی۔ انھوں نے اس امر پر زور دیا کہ ادب محض جمالیاتی سرگرمی نہیں بلکہ جمہوری شعور کی تشکیل میں ایک مؤثر کردار ادا کرتا ہے، اور تنقیدی سوچ کے بغیر ادب سماجی تبدیلی کا وسیلہ نہیں بن

سکتا۔اس کے بعد محترم واحد سراج نے کیا لکھیں اور کیوں لکھیں ؟ طلبہ کی ذہنی تربیت میں کہانی کا کردار، کے عنوان سے گفتگو کی۔انھوں نے کہانی کو طلبا کی فکری، اخلاقی اور تخلیقی تربیت کا بنیادی ذریعہ قرار دیا اور کہا کہ ادب سوال اٹھانے اور سوچنے کی عادت پیدا کرتا ہے۔ تیسرے مقرر ماجد شاہ تھے، جنھوں نے تخلیقی اظہار کے لیے مختلف اصناف میں مشق آزمائی اور اپنی صنف کی پہچان پر گفتگو کی۔ان کا کہنا تھا کہ تخلیق کار کو جس صنف سے تشفی ملے وہی اس کی صنف ہے۔ہر صنف پر طبع آزمائی کوئی ممنوعہ شے نہیں ہے مگر اختصاص کا وجود بھی ہے۔ معروف افسانہ نگار حمید شاہد نے رائٹرز بلاک جیسے اہم موضوع پر بات کرتے ہوئے اسے تخلیقی عمل کا فطری حصہ قرار دیا اور اس سے نکلنے کے عملی طریقوں پر روشنی ڈالی۔ عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق جناب اقبال جان صاحب نے اے آئی اور لکھاری کی تخلیقی وسعت کے موضوع پر گفتگو کی۔انھوں نے اے آئی کو ایک معاون اوزار قرار دیتے ہوئے اس کے مثبت اور محتاط استعمال پر زور دیا۔ڈاکٹر ارشد وحید نے پلیجرزم کے موضوع پر جامع گفتگو کی۔انھوں نے تخلیقی دیانت، حوالہ جاتی شعور اور اے آئی کے دور میں علمی اخلاقیات کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ معروف شاعر فقیر سائیں نے اپنی نظم پیش کی اور حاضرین محفل سے داد سمیٹی۔ پہلے دور کے اختتام پر دھرتی رنگ رائٹرز کلب کی جانب سے فعال اراکین کو ان کے کامیاب ادبی سفر پر ایوارڈز دیے گئے۔ایوارڈ حاصل کرنے والوں میں محترم سید ماجد شاہ، فاطمہ عثمان، ابصار فاطمہ اور نرگس جہانزیب شامل ہیں۔ڈاکٹر نجیبہ عارف نے مجموعی طور پر تمام موضوعات اور ان پر ہونے والی گفتگو کو سراہا اور اس بامعنی محفل کے انعقاد پر دھرتی رنگ رائٹرز کلب کی روح رواں فرحین خالد کا شکریہ ادا کیا۔ تقریب کا دوسرا دور طعام وانصرام پر مشتمل تھا۔اس موقعے پر دھرتی رنگ ویلفیئر ٹرسٹ کے دس سال مکمل ہونے کی خوشی میں کیک کاٹا گیا اور تنظیم کی روح رواں مسز شہلا عمر کو ان کی خدمات کے اعتراف میں اعزازی شیلڈ پیش کی گئی۔ تیسرا دور ''اوپن مائیک'' تھا، جس میں ملک کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے لکھاریوں اور شاعروں نے اپنی تخلیقات پیش کیں۔اس نشست کی خاص بات مختلف زبانوں میں پیش کردہ شاعری تھی جسے حاضرین نے بے حد سراہا۔ان دور دراز علاقوں سے تشریف لانے والے بیس رکنی وفد کو دھرتی رنگ رائٹرز کلب کی چیئرپرسن فرحین خالد، جن کا وژن ادب اور ادیب کا فروغ ہے، کی جانب سے تحائف پیش کیے گئے، جو کہ مہمان نوازی اور ادب دوستی کی خوب صورت مثال ہے۔آخر میں محترمہ ڈاکٹر نجیبہ عارف کو دھرتی رنگ رائٹرز کلب کی طرف سے شیلڈ پیش کی گئی۔

اقامتی منصوبے کا اختتام اور شرکا کی واپسی

اکادمی ادبیات پاکستان کے تحت بین الصوبائی ادبی اقامتی منصوبے (۱۵تا۲۴ جنوری ۲۰۲۶ء) کے لمحات نہ صرف کیمروں کی آنکھوں سے محفوظ ہوئے بلکہ کئی شرکا نے اپنے کالموں اور وی لاگ میں ان یادوں کو پرو دیا۔ ۲۴ جنوری کی سہ پہر اقامتی منصوبے کے باصلاحیت شرکا اسلام آباد میں دس ناقابل فراموش دن گزار کر ملک کے طول و عرض میں اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ گئے۔اکادمی کی ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر بی بی امینہ انھیں الوداع کہنے رائٹرز ہاؤس آئیں۔

روزنامہ دنیا اسلام آباد، منگل، 20 جنوری 2026ء

دنیا ادب نامہ

اکادمی ادبیات کا انقلابی اقدام

یہ چھ بچیاں تھیں اور چودہ بچے! چلیے یوں کہہ لیتے ہیں کہ چھ خواتین تھیں اور چودہ حضرات!! یہ ملک کے اطراف و اکناف سے آئے تھے۔ ان کے رنگ مختلف تھے۔ زبانیں اپنی اپنی تھیں۔ سیاسی نظریات الگ الگ تھے۔ مگر تین چیزیں سب میں مشترک تھیں! پہلی یہ کہ سب پاکستانی تھے۔ دوسری یہ کہ سب لٹریچر سے وابستہ تھے۔ تیسری یہ کہ سب اردو بولتے تھے۔

پاکستان اکادمی ادبیات (پاکستان اکیڈمی آف لیٹرز) کے جتنے بھی سربراہ آئے' سب نے اپنی طرف سے کوشش کی کہ ادب اور ادیبوں کی بہتری کیلئے کام کریں۔ سب کا اپنا اپنا طریق کار تھا۔ اپنی اپنی اپروچ تھی اور اپنی اپنی حکمت عملی تھی۔ پہلے سے جو کچھ موجود تھا' ہر ایک نے اس میں مثبت اضافہ ہی کیا۔ تاہم موجودہ سربراہ ڈاکٹر نجیبہ عارف نے ایک بالکل نئی جہت متعارف کرائی اور ایک ایسا کام کیا جو پہلے نہیں ہوا تھا۔ یہاں یہ عرض کرنا لازم ہے کہ ڈاکٹر صاحبہ سے رشتہ داری ہے نہ ان سے کوئی کام نہ غرض! اکادمی ادبیات میں جانا بھی صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب کسی تقریب کیلئے خصوصی دعوت دی گئی ہو۔ یہاں تو طارق نعیم کا شعر ہی اس لیے پسند ہے کہ مزاج پر صادق آتا ہے:

یوں ہی تو کنجِ قناعت میں نہیں آیا ہوں
خسروی' شاہجہانی' مری دیکھی ہوئی ہے

تلخ نوائی
محمد اظہار الحق
izhaar.haq@dunya.com.pk

ڈاکٹر صاحبہ نے ملک کے دور افتادہ گوشوں سے نوجوان ادیبوں اور شاعروں کو اسلام آباد بلانے کا سلسلہ شروع کیا۔ گزشتہ برس پہلا گروہ تھا جو وفاقی دارالحکومت آیا۔ طریق کار شفاف رکھا گیا ہے۔ میڈیا میں اشتہار دیا جاتا ہے۔ شرائط بتائی جاتی ہیں۔ جو نوجوان دلچسپی ظاہر کرتے ہیں ان کے کوائف پر غیر جانبداری سے غور ہوتا ہے۔ منتخب ہونے والوں کو اکادمی کے خرچ پر اسلام آباد بلایا جاتا ہے۔ ہفتہ یا دس دن اکادمی کے مہمان خانے (رائٹرز ہاؤس) میں قیام کرتے ہیں۔ اس دوران انہیں ہر ممکن ایکسپوژر مہیا کیا جاتا ہے۔ وہ اکادمی میں ہونے والی تقریبات میں شرکت کرتے ہیں۔ ان کیلئے خصوصی تقریبات کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ اہم ترین حصہ اس پروگرام کا سینئر ادیبوں سے خصوصی ملاقاتوں پر مشتمل ہے۔ ادیب انہیں اپنے ہاں مدعو کرتے ہیں' گفتگو ہوتی ہے' مکالمہ ہوتا ہے' سوال و جواب ہوتے ہیں۔ یہ نوجوان تو سیکھتے ہی ہیں' سینئر ادیب بھی اس نئی نسل سے بہت کچھ اخذ کرتے ہیں۔ گزشتہ برس بیس افراد پر مشتمل پہلا بیچ تھا' اس میں تین خواتین تھیں۔ اب کے یعنی اس سال خواتین کی تعداد چھ ہے (تیس فیصد) جو حوصلہ افزا ہے۔ امید ہے کہ ہوتے ہوتے یہ تعداد پچاس فیصد تک پہنچ جائے گی۔ اس سارے منصوبے کیلئے فنڈز درکار ہوتے ہیں۔ جو لوگ کارِ سرکار سے آشنا ہیں' جانتے ہیں کہ وزارت خزانہ سے فنڈز حاصل کرنا آسان کام نہیں۔ پھر' وزارت خزانہ اور اکادمی کے درمیان' اکادمی کی اپنی وزارت (قومی ورثہ و ثقافت) بھی پڑتی ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ اور ان کی ٹیم کی بہادری ہے کہ انہیں اس پروجیکٹ کیلئے مطلوبہ فنڈز حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔

آج کل نوجوان ادیبوں کا یہ وفد آیا ہوا ہے۔ یہ خواتین و حضرات گھوٹکی' خیر پور' لاڑکانہ' حیدر آباد' نوشہرہ' مانسہرہ' چارسدہ' مینگورہ' کوئٹہ' خاران' خضدار' جڑانوالہ' لیہ' شاہ پور' ساہیوال' حافظ آباد' سکردو' گاہکوچ اور مظفر آباد سے ہیں۔ ان کے انتخاب میں قومیت' علاقہ یا مذہب نہیں دیکھا گیا۔ صرف یہ دیکھا گیا ہے کہ ادب سے وابستہ ہوں اور پاکستانی ہوں۔ فرخ یار اور محمد حمید شاہد جیسے ثقہ اہلِ قلم کے ہاں ان نوجوانوں کے اعزاز میں تقاریب منعقد ہوئیں جن میں گفتگو اور بحث مباحثہ ہوا۔ یہ وہ فائدہ ہے جو صرف اسلام آباد جیسے شہر میں آکر ہی اٹھایا جا سکتا تھا۔ ڈاکٹر امینہ اکادمی کی طرف سے اس منصوبے کی انچارج ہیں۔ ڈاکٹر امینہ اردو ادب میں پی ایچ ڈی ہیں اور ایک اچھی لکھاری اور نقاد ہیں۔ ان کی معیت بھی ان نوجوانوں کیلئے علمی حوالے سے نفع بخش ہے۔ وابستگانِ ادب کا یہ خوش اطوار گروہ میرے ہاں بھی جلوہ افروز ہوا۔ مستقبل کے ان بڑے ادیبوں کو نصیحت تو خیر کیا کرنا تھی' کچھ مشورے ضرور دیے۔ تین نکات' بطور خاص ان کے ساتھ شیئر کیے گئے۔ اول یہ کہ پاکستان امریکہ ہے نہ یورپ نہ جاپان۔ ان ترقی یافتہ ملکوں میں قلم کے زور سے آمدنی حاصل کی جا سکتی ہے۔ کتاب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتی ہے۔ بھاری رائلٹی دی جاتی ہے۔ پاکستان میں یہ سب کچھ ممکن نہیں ہے۔ 25 کروڑ کی آبادی میں ادبی کتاب ایک ہزار کی تعداد میں چھپتی ہے۔ بہت کم' بہت ہی کم کتابیں ایسی ہیں جو دوسرے یا تیسرے ایڈیشن تک پہنچ پاتی ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ جیسا ادیب تو خال خال ہی ہوتا ہے جس کی ایک ایک تصنیف کے لاتعداد ایڈیشن چھپے ہیں اور چھپ رہے ہیں۔ اس لیے نوجوان ادیبوں پر لازم ہے کہ سب سے پہلے معقول روزگار کا بندوبست کریں اور ادب میں اس طرح نہ کھو جائیں کہ فیملی کی ذمہ داریاں پوری نہ کر سکیں! پاکستان جیسے ملک میں ادب کی فری لانسنگ خطرے سے خالی نہیں۔ آسودگی اور خوشحالی پر ادیب کا بھی حق ہے اور اس کیلئے کوشش کرنا ضروری ہے۔ دوم یہ کہ سوشل میڈیا کے نشے سے پرہیز کرنا ہوگا۔ ادبی جریدوں میں چھپنے کو ترجیح دینا ہوگی۔ ادبی جریدے تربیت گاہ کا کام بھی کرتے ہیں۔ فنون' اوراق' سویرا اور شب خون جیسے عظیم الشان ادبی پرچوں کی پرانی فائلوں کو حاصل کرنا چاہیے اور ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ چند معیاری پرچے آج بھی نکل رہے ہیں۔ سوم یہ کہ ادبی مناقشوں' مناظروں اور مجادلوں سے کوسوں دور رہنا چاہیے۔ ہر شخص توجہ کے قابل ہوتا ہے نہ ہر موضوع اور نہ ہر اعتراض! بیکار کی بحثوں میں نہیں پڑنا چاہیے۔ دوسروں پر اعتراضات کرنے اور ان کی غلطیاں نکالنے کے بجائے مطالعہ پر اور تخلیقی کام پر توجہ دینی چاہیے۔ بہت سے صاحبانِ کمال نے مناقشوں اور مجادلوں میں پڑ کر اپنے آپ کو ضائع کر دیا۔ اس سے برکت بھی اٹھ جاتی ہے اور وقت کا بھی ضیاع ہوتا ہے۔ ان نوجوانوں کے سوالات بہت اچھے تھے اور اہم تھے۔ انہوں نے غزل' نثری نظم اور دیگر اصناف کے حوالے سے جاندار سوالات پوچھے۔ خود بھی بحث میں حصہ لیا۔

ادب اور سیاست کے حوالے سے جو نزاکتیں درپیش آتی ہیں ان پر بھی بات ہوئی۔ یوں ان کے ساتھ مکالمہ خود میرے لیے بہت مفید تھا اس لیے کہ ہماری عمر کے ادیبوں کو نئی نسل سے سیکھنے کیلئے بہت کچھ ملتا ہے! تقریب میں معروف شاعر اور اسلام آباد کی ادبی اور ثقافتی زندگی کے روحِ رواں جناب محبوب ظفر بھی موجود تھے۔ سوال جواب کے سیشن میں انہوں نے نظم و ترتیب کو توازن سے گرنے نہ دیا۔

چند تجاویز پیش کرنے کی جسارت کی جا رہی ہے بشرطیکہ اکادمی ادبیات ان تجاویز کو دخل در معقولات پر نہ محمول کرے! اول یہ کہ جن سینئر ادیبوں سے ملاقات کرائی جاتی ہے' ان کے حوالے سے ان نوجوانوں سے فیڈ بیک لیا جائے۔ یہ ملاقاتیں کتنی مفید تھیں؟ اس بارے میں ان کی رائے لی جائے۔ دوم یہ کہ قیام کے آخر میں ہر نوجوان اس پورے منصوبے کے متعلق اپنے تاثرات تحریری شکل میں اکادمی کو دے' مزید بہتری کیلئے اپنے تجربے کی روشنی میں تجاویز بھی پیش کرے اور کوتاہیوں کی بھی نشاندہی کرے۔ سوم یہ کہ ایک ٹرپ ان نوجوانوں کو ٹیکسلا عجائب گھر اور وہاں کے آثار قدیمہ کا بھی لگوایا جائے۔ چہارم یہ کہ ان نوجوانوں کو کسی بڑے پبلشنگ ہاؤس میں لے جایا جائے تاکہ ادب اور کتاب کے درمیان جو سفر درپیش ہوتا ہے اس کی تفصیلات اور نزاکتوں سے آگاہ ہوں!! پبلشنگ ہاؤس والوں سے ان نوجوانوں کا سیشن لازم ہے تاکہ انہیں اشاعت کی دنیا سے کچھ واقفیت حاصل ہو۔

روزنامہ دنیا اسلام آباد، ہفتہ، 17 جنوری 2026ء

شہر کی دنیا

اہل قلم کا وظیفہ 25 ہزار، وزیر اعظم کو درخواست دیدی، اورنگزیب کھچی

خواتین قوم کا روشن مستقبل، اہل قلم کی فلاح و بہبود کیلئے ہر ممکن اقدامات کر رہے ہے

اسلام آباد (خصوصی رپورٹر) وفاقی وزیر اورنگزیب کھچی نے کہا ہے کہ ادیب اور دانشور معاشرے کی فکری رہنمائی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں، اہلِ قلم کے وظائف 13 ہزار سے بڑھا کر 25 ہزار کرنے کے لیے وزیرِ اعظم کو باقاعدہ درخواست ارسال کی جا چکی ہے، ان خیالات کا اظہار انہوں نے اکادمی ادبیات کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا افتتاحی اجلاس میں کیا۔ تقریب میں ملک بھر سے منتخب ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں نے شرکت کی۔ صدارت نامور شاعر افتخار عارف نے کی۔ وفاقی وزیر نے نوجوانوں اور بالخصوص خواتین کو قوم کا روشن مستقبل قرار دیتے ہوئے کہا کہ حکومت اہلِ قلم کی فلاح و بہبود کے لیے سنجیدہ اقدامات اُٹھا رہی ہے۔

INTERNATIONAL
THE NEWS
Saturday
January 17, 2026

Minister pledges full support for literary organisations

Islamabad

Federal Minister for National Heritage and Culture Division Aurangzeb Khan Khichi, has assured that the Ministry would extend full cooperation to literary organisations across the country.

He expressed these views while addressing the inaugural ceremony of the second ten-day Inter-provincial Residential Program for Young Writers, held at the Sheikh Ayaz Conference Hall of the Pakistan Academy of Letters (PAL) on Friday.

The minister stated that writers play a vital role in guiding the nation on the right path and shaping society's moral and intellectual direction.

He reaffirmed that the government would provide full support to literary institutions working for the promotion of literature.

Speaking on the occasion, Chairperson of PAL, Dr. Najeeba Arif, emphasized the need to discover and promote more writers from South Punjab.

She said that despite all obstacles, efforts must continue, adding that true talent finds its way forward like water.

She appreciated PAL's tireless efforts in identifying new literary talent and paid tribute to the late Senator Irfan Siddiqui for his contributions to the promotion of literary institutions.

Dr. Arif also acknowledged Prime Minister Shehbaz Sharif's initiatives for the welfare of writers, revealing that a summary has been sent to the Prime Minister's Office to increase writers' honorarium to Rs25,000, with plans for further enhancement.

At the conclusion of her remarks, she expressed gratitude to the distinguished guests and welcomed the 20 young writers selected for the prestigious training programme.

In his address, Secretary National Heritage and Culture Division, Asad Rehman Gilani, praised PAL's role, stating that the Ministry of Culture is playing an important part in bringing national writers together.

Renowned poet Iftikhar Arif said that any work written in any language constitutes Pakistani literature and stressed that all languages deserve equal respect.

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی/اسلام آباد (7) 19 جنوری 2026ء

ادیب کے لیے تاریخی اور سیاسی شعور ناگزیر ہے، فرخ یار

تخلیق محض لفظوں کا کھیل نہیں بلکہ اپنے عہد اور معاشرے سے مکالمہ ہے

اسلام آباد (خبر نگار) اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام جاری اقامتی منصوبے کے اہلِ قلم شرکا کے لیے عصرِ حاضر کے ممتاز اردو نظم گو شاعر فرخ یار کی دعوت پر ایک یادگار اور فکر انگیز ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ ان کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والی یہ نشست غیر رسمی مگر معنویت سے بھرپور تھی جس میں ادب، تاریخ، مزاحمت، تہذیب اور تخلیقی ذمہ داری پر سنجیدہ اور بامعنی گفتگو ہوئی۔ نشست کے آغاز میں فرخ یار نے اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین پروفیسر ڈاکٹر نجیبہ عارف کے وژن اور علمی اقدامات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسی صاحبِ فکر شخصیت ہیں جو ذاتی تشہیر اور ستائش سے بالاتر ہو کر دوسروں کے لیے سوچتی ہیں، گفتگو کے دوران فرخ یار نے ادب میں مقامی اور مادری زبانوں کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے خطے کی تاریخ سے متعلق کئی رائج مغالطوں کی نشاندہی کی۔ ان کا کہنا تھا کہ ادیب کے لیے تاریخی اور سیاسی شعور ناگزیر ہے کیوں کہ تخلیق محض لفظوں کا کھیل نہیں بلکہ اپنے عہد اور معاشرے سے مکالمہ ہے۔ اس موقعے پر مزاحمت اور مزاحمتی ادب، خیال و ہیئت، پاکستانی زبانوں کی اہمیت، اپنی ثقافت اور اس سے وابستہ اقدار کی تحقیر جیسے موضوعات پر شرکا کے سوالات کے مدلل اور فکر افروز جوابات دیے گئے، شرکا کے استفسار پر اپنی ایوارڈ یافتہ تصنیف عشق نامہ شاہ حسین پر گفتگو کی اور اپنی معروف طویل نظم کاریز کے مزاحمتی پس منظر سے بھی آگاہ کیا۔ شرکا کی فرمائش پر انھوں نے مجھے بولنے دو سمیت اپنی چند منتخب نظمیں بھی سنائیں جنھیں بے حد سراہا گیا۔ اس نشست کے دوران میں چائے اور اختتام پر پر تکلف عشائیے سے اہلِ قلم کی تواضع کی گئی۔

Daily SITARA-E-SINDH POST Karachi

ستارہ سندھ پوسٹ

اکادمی ادبیات پاکستان، قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا افتتاحی اجلاس کے موقع پر شرکا، کا مہمانِ خصوصی وفاقی وزیر برائے قومی ورثہ و ثقافت جناب محمد اورنگزیب خان کھچی کے ہمراہ گروپ فوٹو

حکومت اہلِ قلم کی فلاح و بہبود کیلئے اہم اقدامات اٹھا رہی ہے، اورنگزیب کھچی

مقامی ہوئے بغیر کوئی ادب آفاقی نہیں ہوسکتا، افتخار عارف، حقیقی ادب سطحی تاثر سے آگے بڑھ کر گہرائی میں اُترتا ہے۔ محمد حفیظ خان

اقامتی منصوبے کا بنیادی مقصد دور دراز کے اہلِ قلم کو سازگار ادبی ماحول فراہم کرنا ہے، صدر نشین ڈاکٹر نجیبہ عارف و دیگر کا خطاب

اسلام آباد (نامہ نگار) اکادمی ادبیات پاکستان، قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا افتتاحی اجلاس 16 جنوری 2026 کو صبح 10:30 بجے شیخ ایاز کانفرنس ہال میں نہایت وقار، سنجیدگی اور ادبی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس بامقصد ادبی تقریب میں ملک بھر سے منتخب ادیبوں، شاعروں اور دانش وروں نے شرکت کی۔ اجلاس کا آغاز قومی ترانے سے ہوا، جس کے بعد قاری عبدالشکور نے تلاوتِ کلام پاک کی، جب کہ عبدالحسیب نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کر کے محفل کو روحانی فضا عطا کی۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت نامور شاعر جناب افتخار عارف نے کی۔ مہمانِ خصوصی وفاقی وزیر برائے قومی ورثہ و ثقافت جناب محمد اورنگزیب خان کھچی تھے، جب کہ وفاقی سیکریٹری قومی ورثہ و ثقافت جناب اسد الرحمان گیلانی نے بطور مہمانِ اعزاز شرکت کی۔ کلیدی خطبہ ممتاز فکشن نگار محمد حفیظ خان نے دیا، نظامت محبوب ظفر نے کی۔ صدر نشین اکادمی ادبیات پاکستان ڈاکٹر نجیبہ عارف نے خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے اقامتی منصوبے کے اغراض و مقاصد، اس کی ادبی و فکری افادیت اور اہلِ قلم کے لیے اس کی اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ اقامتی منصوبہ نہ صرف تخلیقی اظہار کے لیے سازگار ماحول فراہم کرتا ہے بلکہ ملک کے مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کے درمیان مکالمے، ہم آہنگی اور فکری اشتراک کو فروغ دیتا ہے۔ انہوں نے اکادمی ادبیات پاکستان کی جاری ادبی سرگرمیوں اور مستقبل کے منصوبوں کا بھی تعارف کرایا۔ اس موقع پر ملک کے مختلف صوبوں اور خطوں سے آئے ہوئے اہلِ قلم نے اپنا تعارف پیش کیا، جس سے تقریب کو بین الصوبائی نمائندگی اور قومی وحدت کا رنگ ملا۔ مقررین نے اقامتی منصوبے کو تخلیقی مکالمے، ادبی یکجہتی اور فکری بالیدگی کے فروغ کے لیے ایک سنجیدہ اور دیرپا قومی کاوش قرار دیا۔ محمد حفیظ خان نے اپنے خطاب میں کہا کہ یہ اقامتی منصوبہ محض ایک رسمی ادبی سرگرمی نہیں بلکہ تخلیق، فکر اور مکالمے کا ایک بامعنی اور مؤثر پلیٹ فارم ہے۔ انہوں نے کہا کہ حقیقی ادب سطحی تاثر سے آگے بڑھ کر گہرائی میں اترتا ہے اور ادیب کا اصل کام یہ ہے کہ وہ زندگی کی پیچیدہ حقیقتوں کو قابلِ فہم اور سادہ انداز میں پیش کرے۔ وفاقی سیکریٹری اسد الرحمن گیلانی نے ڈاکٹر نجیبہ عارف کی قیادت کو سراہتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اکادمی ادبیات پاکستان کو نہ صرف مؤثر قیادت فراہم کی ہے بلکہ ادارے کو وقار، تسلسل اور فکری سمت کے ساتھ آگے بڑھایا ہے۔ انہوں نے اکادمی کی ادبی خدمات کو قابلِ تحسین قرار دیا۔ مہمانِ خصوصی وفاقی وزیر محمد اورنگزیب خان کھچی نے اپنے خطاب میں نوجوانوں اور بالخصوص نوجوان خواتین کو قوم کا روشن مستقبل قرار دیتے ہوئے کہا کہ حکومت اہلِ قلم کی فلاح و بہبود کے لیے سنجیدہ اقدامات اُٹھا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ادیب اور دانش ور معاشرے کی فکری رہنمائی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اہلِ قلم کے وظائف 13 ہزار روپے سے بڑھا کر 25 ہزار روپے کرنے کے لیے وزیرِ اعظم پاکستان کو باقاعدہ درخواست ارسال کی جا چکی ہے، جو حکومت کے ادبی وژن کا مظہر ہے۔ صدر اجلاس افتخار عارف نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ کوئی بھی ادب اس وقت تک آفاقی حیثیت اختیار نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی مقامی ثقافت، زبان اور تجربے سے جڑا نہ ہو۔ انہوں نے اکادمی ادبیات پاکستان کی اقامتی منصوبے جیسے اقدامات کو ادب کے فروغ اور تخلیقی صلاحیتوں کی آبیاری کے لیے نہایت اہم قرار دیا اور ادارے کی کاوشوں کو سراہا۔ تقریب کا اختتام اس عزم کے ساتھ ہوا کہ اقامتی منصوبہ اہلِ قلم کو تخلیقی یکسوئی، فکری تبادلے اور قومی سطح پر ادبی روابط کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

روزنامہ ایکسپریس، اسلام آباد، پیر، 19 جنوری، 2026ء

سٹی

ادیب کے لیے تاریخی اور سیاسی شعور ناگزیر: فرخ یار

تخلیق کار کا پہلا مکالمہ خود اپنی ذات سے ہونا چاہیے، نظم گو شاعر فرخ یار

نشست معنویت سے بھرپور ادب، تاریخ، تہذیب، تخلیقی ذمہ داری پر بامعنی گفتگو ہوئی

اسلام آباد (ذوالفقار بیگ) وزارت قومی و ادبی ورثہ کے ذیلی ادارے اکادمی ادبیات کے زیرِ اہتمام جاری اقامتی منصوبہ کے اہلِ قلم شرکا کے لیے عصرِ حاضر کے ممتاز اردو نظم گو شاعر فرخ یار کی دعوت پر ایک یادگار اور فکر انگیز ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ ان کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والی یہ نشست غیر رسمی مگر معنویت سے بھرپور تھی جس میں ادب، تاریخ، مزاحمت، تہذیب اور تخلیقی ذمہ داری پر سنجیدہ اور بامعنی گفتگو ہوئی۔ نشست کے آغاز میں فرخ یار نے اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین پروفیسر ڈاکٹر نجیبہ عارف کے وژن اور علمی اقدامات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسی صاحبِ فکر شخصیت ہیں جو ذاتی تشہیر اور ستائش سے بالاتر ہو کر دوسروں کے لیے سوچتی ہیں، نئے، بامقصد اقدامات کے ذریعے اہلِ قلم کو سیکھنے، آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ گفتگو کے دوران میں فرخ یار نے ادب میں مقامی اور مادری زبانوں کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے خطے کی تاریخ سے متعلق کئی رائج مغالطوں کی نشاندہی کی۔ اُن کا کہنا تھا کہ ادیب کے لیے تاریخی اور سیاسی شعور ناگزیر ہے کیوں کہ تخلیق محض لفظوں کا کھیل نہیں بلکہ اپنے عہد اور معاشرے سے مکالمہ ہے۔ اس موقعے پر مزاحمت اور مزاحمتی ادب، خیال و ہیئت، پاکستانی زبانوں کی اہمیت، اپنی ثقافت اور اس سے وابستہ اقدار کی تحقیر جیسے موضوعات پر شرکا کے سوالات کے مدلل اور فکر افروز جوابات (باقی صفحہ 7 نمبر 13)

13 فرخ یار

دیے گئے۔ فرخ یار نے نوجوان اور دیگر لکھنے والوں کو مسلسل لکھنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ تسلسل اور معیار کو یکجا رکھنا سب سے مشکل مرحلہ ہے، جسے اپنے آپ کو بار بار آمادہ کرنے اور استغراق سے طے کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے اپنے کمفرٹ زون کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اُنھوں نے ادیب کے لیے عاجزی اور انکساری کو بنیادی وصف قرار دیتے ہوئے کہا کہ سچا ادیب تشہیر اور ستائش سے ہٹ کر اپنا کام کرتا ہے کیوں کہ اصل فیصلہ وقت کرتا ہے کہ کون اس کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ تخلیق کار کا پہلا مکالمہ خود اپنی ذات سے ہونا چاہیے، اسے دوسروں کے لیے نہیں لکھنا چاہیے، ہاں اگر بعد میں کوئی دوسرا اس مکالمے میں شریک ہو جائے تو یہ تخلیق کی توسیع تو ہوسکتی ہے، اس کا مقصدِ اولیں نہیں۔ اس نشست میں فرخ یار نے شرکا کی تخلیقات بھی توجہ سے سنیں، شرکا کے استفسار پر اپنی ایوارڈ یافتہ تصنیف "عشق نامہ شاہ حسین" پر گفتگو کی اور اپنی معروف طویل نظم "کاریز" کے مزاحمتی پس منظر سے بھی آگاہ کیا۔ شرکا کی فرمائش پر اُنھوں نے "مجھے بولنے دو" سمیت اپنی چند منتخب نظمیں بھی سنائیں جنھیں بے حد سراہا گیا۔ اس نشست کے دوران میں چائے اور اختتام پر پُرتکلف عشائیے سے اہلِ قلم کی تواضع کی گئی اور فرخ یار نے شرکا کو آئندہ بھی ایسی علمی و ادبی نشستوں کے لیے خوش آمدید کہا۔ یہ ملاقات نہ صرف ایک ادبی نشست تھی بلکہ فکری تربیت اور تخلیقی مکالمے کا ایک روشن لمحہ بھی ثابت ہوئی، جس نے شرکا کے ذہنوں میں نئے سوالات پیدا کیے۔ بلاشبہ یہ اقدام اہلِ قلم اور معروف و معتبر ادبی شخصیات کے مابین فاصلے کم کرنے اور باوقار ادبی روایت کو فروغ دینے کی ایک کامیاب کوشش قرار پایا۔

لاہور گوجرانوالہ بہاولپور، ملتان، راولپنڈی میں پڑھا جانے والا اخبار

مینیجنگ ایڈیٹر: حمزہ سعید سندھڑ — لیگل ایڈوائزر: چوہدری اسلم امیر سہوترا ایڈووکیٹ

Daily Media Pakistan Lahore

روزنامہ میڈیا پاکستان نیو میڈیا لاہور

چیف ایگزیکٹو: میاں محمد آصف — چیف ایڈیٹر: سید تجمل بخاری — ڈپٹی ایڈیٹر: مطیع اللہ ملک

0300-0969017

جلد نمبر: 02 ہفتہ، 17 جنوری 2026ء، 27 رجب المرجب 1447ھ، 4 ماگھ (صفحات 4) شمارہ نمبر: 199

اکادمی ادبیات پاکستان، قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا افتتاحی

اجلاس 16 جنوری 2026 کو صبح 10:30 بجے شیخ ایاز کانفرنس ہال میں نہایت وقار، سنجیدگی اور ادبی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا

رپورٹ: سارہ خان حکومت اہلِ قلم کی فلاح و بہبود کے لیے اہم اقدامات اُٹھا رہی ہے۔ وفاقی وزیر محمد اورنگزیب خان کھچی مقامی ہوئے بغیر کوئی ادب آفاقی نہیں ہوسکتا۔ افتخار عارف حقیقی ادب سطحی تاثر سے آگے بڑھ کر گہرائی میں اُترتا ہے۔ محمد حفیظ خان اقامتی منصوبے کا بنیادی مقصد دور دراز کے اہلِ قلم کو سازگار ادبی ماحول فراہم کرنا ہے۔ صدر نشین ڈاکٹر نجیبہ عارف اکادمی ادبیات پاکستان، قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا افتتاحی اجلاس 16 جنوری 2026 کو صبح 10:30 بجے شیخ ایاز کانفرنس ہال میں نہایت وقار، سنجیدگی اور ادبی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس بامقصد ادبی تقریب میں ملک بھر سے منتخب ادیبوں، شاعروں اور دانش وروں نے شرکت کی۔ اجلاس کا آغاز قومی ترانے سے ہوا، جس کے بعد قاری عبدالشکور نے تلاوتِ کلام پاک کی، جب کہ عبدالحسیب نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کر کے محفل کو روحانی فضا عطا کی۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت نامور شاعر جناب افتخار عارف نے کی۔ مہمانِ خصوصی وفاقی وزیر برائے قومی ورثہ و ثقافت جناب محمد اورنگزیب خان کھچی تھے، جب کہ وفاقی سیکریٹری قومی ورثہ و ثقافت جناب اسد الرحمان گیلانی نے بطور مہمانِ اعزاز شرکت کی۔ کلیدی خطبہ ممتاز فکشن نگار محمد حفیظ خان نے دیا، نظامت محبوب ظفر نے کی۔ صدر نشین اکادمی ادبیات پاکستان ڈاکٹر نجیبہ عارف نے خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے اقامتی منصوبے کے اغراض و مقاصد، اس کی ادبی و فکری افادیت اور اہلِ قلم کے لیے اس کی اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

انہوں نے کہا کہ اقامتی منصوبہ نہ صرف تخلیقی اظہار کے لیے سازگار ماحول فراہم کرتا ہے بلکہ ملک کے مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کے درمیان مکالمے، ہم آہنگی اور فکری اشتراک کو فروغ دیتا ہے۔ انہوں نے اکادمی ادبیات پاکستان کی جاری ادبی سرگرمیوں اور مستقبل کے منصوبوں کا بھی تعارف کرایا۔ اس موقع پر ملک کے مختلف صوبوں اور خطوں سے آئے ہوئے اہلِ قلم نے اپنا تعارف پیش کیا، جس سے تقریب کو بین الصوبائی نمائندگی اور قومی وحدت کا رنگ ملا۔ مقررین نے اقامتی منصوبے کو تخلیقی مکالمے، ادبی یکجہتی اور فکری بالیدگی کے فروغ کے لیے ایک سنجیدہ اور دیرپا قومی کاوش قرار دیا۔ محمد حفظک خان نے اپنے خطاب میں کہا کہ یہ اقامتی منصوبہ محض ایک رسمی ادبی سرگرمی نہیں بلکہ تخلیق، فکر اور مکالمے کا ایک بامعنی اور مؤثر پلیٹ فارم ہے۔ انہوں نے کہا کہ حقیقی ادب سطحی تاثر سے آگے بڑھ کر گہرائی میں اترتا ہے اور ادیب کا اصل کام یہ ہے کہ وہ زندگی کی پیچیدہ حقیقتوں کو قابلِ فہم اور سادہ انداز میں پیش کرے۔ وفاقی سیکریٹری اسد الرحمن گیلانی نے ڈاکٹر نجیبہ عارف کی قیادت کو سراہتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اکادمی ادبیات پاکستان کو نہ صرف مؤثر قیادت فراہم کی ہے بلکہ ادارے کو وقار، تسلسل اور فکری سمت کے ساتھ آگے بڑھایا ہے۔ انہوں نے اکادمی کی ادبی خدمات کو قابلِ تحسین قرار دیا۔ مہمانِ خصوصی وفاقی وزیر محمد اورنگزیب خان کھچی نے اپنے خطاب میں نوجوانوں اور بالخصوص نوجوان خواتین کو قوم کا روشن مستقبل قرار دیتے ہوئے کہا کہ حکومت اہلِ قلم کی فلاح و بہبود کے لیے سنجیدہ اقدامات اُٹھا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ادیب اور دانش ور معاشرے کی فکری رہنمائی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اہلِ قلم کے وظائف 13 ہزار روپے سے بڑھا کر 25 ہزار روپے کرنے کے لیے وزیرِ اعظم پاکستان کو باقاعدہ درخواست ارسال کی جا چکی ہے، جو حکومت کے ادبی وژن کا مظہر ہے۔ صدر اجلاس افتخار عارف نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ کوئی بھی ادب اس وقت تک آفاقی حیثیت اختیار نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی مقامی ثقافت، زبان اور تجربے سے جڑا نہ ہو۔ انہوں نے اکادمی ادبیات پاکستان کی اقامتی منصوبے جیسے اقدامات کو ادب کے فروغ اور تخلیقی صلاحیتوں کی آبیاری کے لیے نہایت اہم قرار دیا اور ادارے کی کاوشوں کو سراہا۔ تقریب کا اختتام اس عزم کے ساتھ ہوا کہ اقامتی منصوبہ اہلِ قلم کو تخلیقی یکسوئی، فکری تبادلے اور قومی سطح پر ادبی روابط کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

کراچی، اسلام آباد، لاہور، ملتان، رحیم یار خان، پشاور، مظفر آباد، فرینکفرٹ، لندن، گلگت بلتستان سے بیک وقت شائع ہونے والا اردو اخبار

E-mail: ausafkhi@gmail.com — اعلیٰ صحافتی اوصاف کا علمبردار — http://www.dailyausaf.com

روزنامہ اوصاف کراچی — DAILY AUSAF KARACHI

SUNDAY, JANUARY 25, 2026 — Registered ID 174

چیف ایڈیٹر: مہتاب خان — ایڈیٹر: محسن بلال خان

جلد: 10 | اتوار 05 شعبان المعظم 1447ھ 25 جنوری 2026ء صفحات 08 قیمت 20 روپے | شمارہ: 184

ادب کی ترویج میں ٹیکنالوجی کا کردار اہم ہے، سینیٹر پرویز رشید

کراچی (اسٹاف رپورٹر) معاشرتی تفریق کا خاتمہ صرف ادب اور کتاب کے ذریعے ممکن ہے ادب کی ترویج میں ٹیکنالوجی کا کردار اہم ہے ان خیالات کا اظہار سینیٹر پرویز رشید نے اکادمی ادبیات پاکستان، قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا واضح رہے کہ اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا اختتامی اجلاس 23 جنوری 2026ء کو سہ پہر 03:00 بجے شیخ ایاز کانفرنس ہال میں نہایت وقار اور ادبی شان و شوکت سے منعقد ہوا اس ادبی تقریب میں ملک بھر سے منتخب ادیبوں، شاعروں، محققین اور دانش وروں نے بھرپور شرکت کی تقریب کا آغاز قاری عبدالشکور کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا، جس کے بعد شہزاد سلطان بلوچ نے براہوئی زبان میں نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کیا اختتامی اجلاس کی صدارت نامور شاعرہ کشور ناہید نے کی، جبکہ شریک صدر سینیٹر پرویز رشید تھے ڈاکٹر مقصود جعفری، جبار مرزا، امداد آکاش اور سعید اختر ملک (باقی صفحہ 5 نمبر 9)

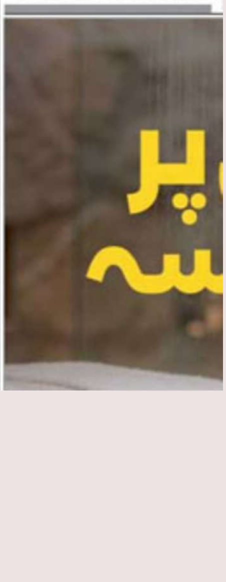

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم ۔۔۔ جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں
ABC CERTIFIED باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت
Daily AMAL PEHAM Multan
روزنامہ عملِ پیہم ملتان پاکستان
چیف ایڈیٹر محمد نعیم عارف — گروپ ایڈیٹر محمد سلیم
جلد نمبر 10 — شمارہ 313

نظم گو فرخ یار کی دعوت پر فکر انگیز ملاقات کا اہتمام

اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین پروفیسر ڈاکٹر نجیبہ عارف کے اقدامات کو خراجِ تحسین

ملتان (سٹاف رپورٹر) اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد کے زیرِ اہتمام جاری اقامتی منصوبے کے اہلِ قلم شرکا کے لیے عصرِ حاضر کے ممتاز اردو نظم گو شاعر جناب فرخ یار کی دعوت پر ایک یادگار اور فکر انگیز ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ ان کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والی یہ نشست غیر رسمی مگر معنویت سے بھرپور رہی جس میں ادب، تاریخ، مزاحمت، تہذیب اور تخلیقی ذمہ داری پر سنجیدہ اور بامعنی گفتگو ہوئی۔ نشست کے آغاز میں جناب فرخ یار نے اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین پروفیسر ڈاکٹر نجیبہ عارف کے وژن اور علمی اقدامات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسی صاحبِ فکر شخصیت ہیں جو ذاتی تشہیر اور ستائش سے بالاتر ہو کر دوسروں کے لیے سوچتی ہیں اور نئے، بامقصد اقدامات کے ذریعے اہلِ قلم کو سیکھنے اور آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ گفتگو کے دوران میں جناب فرخ یار نے ادب میں مقامی اور مادری زبانوں کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے خطے کی تاریخ سے متعلق کئی رائج مغالطوں کی نشاندہی بھی کی۔ ان کا کہنا تھا کہ ادیب کے لیے تاریخی اور سیاسی شعور ناگزیر ہے کیوں کہ تخلیق محض لفظوں کا کھیل نہیں بلکہ اپنے عہد اور معاشرے سے مکالمہ ہے۔ اس موقعے پر مزاحمت اور مزاحمتی ادب، خیال و ہیئت، پاکستانی زبانوں کی اہمیت، اپنی ثقافت اور اس سے وابستہ اقدار کی تحقیر جیسے موضوعات پر شرکا کے سوالات کے مدلل اور فکر افروز جوابات دیے گئے۔ جناب فرخ یار نے نوجوان اور دیگر لکھنے والوں کو مسلسل لکھنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ تسلسل اور معیار کو یکجا رکھنا سب سے مشکل مرحلہ ہے، جسے اپنے آپ کو بار بار آمادہ کرنے اور استغراق سے طے کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے اپنے کمفرٹ زون کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ انھوں نے ادیب کے لیے عاجزی اور انکساری کو بنیادی وصف قرار دیتے ہوئے کہا کہ سچا ادیب تشہیر اور ستائش سے ہٹ کر اپنا کام کرتا ہے کیوں کہ اصل فیصلہ وقت کرتا ہے کہ کون اس کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ تخلیق کار کا پہلا مکالمہ خود اپنی ذات سے ہونا چاہیے اسے دوسروں کے لیے نہیں لکھنا چاہیے، ہاں اگر بعد میں کوئی دوسرا اس مکالمے میں شریک ہو جائے تو یہ تخلیق کی توسیع تو ہو سکتی ہے، اس کا مقصدِ اولیں نہیں۔ اس نشست میں جناب فرخ یار نے شرکا کی تخلیقات بھی توجہ سے سنیں؛ شرکا کے استفسار پر اپنی ایوارڈ یافتہ تصنیف "عشق نامہ شاہ حسین" پر گفتگو کی اور اپنی معروف طویل نظم "کاریز" کے مزاحمتی پس منظر سے بھی آگاہ کیا۔ شرکا کی فرمائش پر انھوں نے "مجھے بولنے دو" سمیت اپنی چند منتخب نظمیں بھی سنائیں جنھیں بے حد سراہا گیا۔

ممتاز نظم گو شاعر فرخ یار اہلِ قلم سے ملاقات کرتے ہوئے

آهي. شل نه ڪنهن ڪاموري ۽ ڪنهن جي مٿان اچڻو آهي. هن ملڪ ۾ چوڪارو نه پر انتظار اسان جي آخري سچائپ بڻجي چڪو آهي.

ڳالهين جو ڳوٽ

سوچن تي بندش ناهي...

روشن شيخ

roshanshaikh056@gmail.com

جون ٿا ته سوچن تي بندش وجهڻ سان، انسان خواب ڏسڻ به ڇڏي ڏيندو آهي. خوابن جو تعلق ته اسانجي سوچن سان هر صورت ۾ آهي ئي. پر ڪڏهن ڪڏهن انسان، الائي ڇا ڇا مان ڇا سوچيندو رهندو آهي. جو ته سوچون ان شخص وٽ ئي هونديون آهن، جنهن جي ساهه جو سڳڙو سلامت هوندو آهي.

منهنجي سوچن ۾ هڪ سوچ اها به هوندي هئي ته، مان ڪي شامون خوب اڪيلائيءَ ۾ گذاريان. پر شرط اهو آهي ته، انهن شامن ۾ مونکي ڇڙو پاڻ سان ڪچهري ڪرڻ جو حق شامل هجي. اها منهنجي ذاتي سوچ آهي. اوهان ان سوچ سان اختلاف رکي سگهو ٿا. بلڪل اختلاف رکڻ اوهانجو حق آهي. اڪيلائيءَ جون هيڪانديون شامون، پوريون ڏهه شامون مونکي نصيب ٿيون. رائيٽرس ڪيفي اسلام آباد ۾. هڪ شام جو مان هتان جي خوشحال ۽ سرنديءَ وارن ليکڪن جي باري ۾ سوچي رهيو هوس، جن وٽ خدا جو ڏنو سڀ ڪجهه هيو ان شام جو اسان گڏيل ڪچهري ڪري. مشهور نظم 'دو آنکون سي ڪتنا ديکا جا سکتا هي' جي مالڪ شاعر فرخ يار وٽان موٽيا هئاسين. مان مسلسل سندس ڪلام، گفتگوءَ جي انداز ۽ ان گهر متعلق سوچي رهيو هوس، جتي هو حال مقيم هو. هُن ٻڌايو ته ڪيس مسواڙ جي جاءِ آهي، هو ڪتاب گهوٽ واري گهر رکي ايندو آهي. اتي ڪائنس سوال ٿيا ته، اگر ڪنهن ڪتاب جي اوهانکي ضرورت پوي ته؟ مرڪي جواب ڏنائين ته، پريشان ٿيندو آهيان. پريشان لفظ تي، مونکي پنهنجي سنڌي اديبن جا پريشان حال ياد اچڻ لڳا. هتي پر تڪلف مهمانيءَ جو اهو عالم هو ته، هڪ شاعر دوست کي Milk Cake سمجهه ۾ نه پئي آيو ته، انکي ڪيئن کائجي، ۽ ڪهڙي انداز ۾ کائجي؟.... هوڏانهن اسان وٽ حالت فڪر اها آهي ته، اسان جا غريب شاعر چانهه جي اڌ ڪوپ ۾ به مهانگا هوندا آهن. انڪري سندن شاعريءَ ۽ ٻين تخليقن ۾ درد نمايان نظر ايندو آهي.

مان ته ان وقت به سوچي سوچي پريشان ٿيس ته، جڏهن هڪ وڏي اديب ۽ وڏي ماڻهوءَ 'اسلام آباد ڪلب' ۾ اسان سان ڪچهري ڪئي، ڪچهري لاجواب هئي. پر ان جو بل، في ماڻهوءَ جي حساب سان نوَ هزار ڪن رپيا هيو. انهن نون هزار رپين ۾، اسان جهڙن مڊل ڪلاس ماڻهن جي گهرن جو چڱو ڀلو سيڌو سامان به اچي سگهي ٿو اسان جو ڪلاس، ايليٽ ڪلاس سان مقابلو نٿو ڪري سگهي، ڇو ته مقابلي ڪرڻ لاءِ اسان وٽ وقت ته جام آهي پر وسيلا بلڪل ئي ناهن پر هنن وٽ وقت وري صفا به ناهي. وسيلا جام ئي آهن. جن جي آڌار تي اهي پنهنجا ڪتاب به اهڙا ٿا ڇپرائين جو دل ڏسندي ئي باغ بهار ٿي، ٿي وڃي.

جيئن هڪ نامور شاعره قيصره علويءَ پنهنجي نثري نظمن جو ڪتاب "تيري ليئي" ڏنو ته اکين جا ٽڳ ئي لهي ويا. مان سوچن ۾ ٻڏي ويس ته، اسان وٽ، اسان جا ڪتاب جنهن پوزيشن ۾ شايع ٿين ٿا، اها پوزيشن هتي خدانخواسته لڪجي وڃي ته مون لاءِ قيامت برپا ٿي ويندي، ڇو ته مان اوهان جي سوچن مٿان پنهنجي ڪا به راءِ صادر نٿو ڪري سگهان. ها پر ايترو سوچڻ ڪان اوهان به نٽا رهي سگهو ته، بکئي پيٽ تي، درديلو ادب سرجڻ ۾ ليکڪ کي جنهن عذاب مان گذرڻو پوندو آهي، اهو عذاب ليکڪ جي سوچن کي پيٽ تائين محدود ڪري سگهي ٿو.

گذريل هفتي اسلام آباد ۾ هڪ ادبي محفل رهاڻ دوران نامور شاعر حسن عباس ناصر کي روبرو ڏسڻ ۽ ٻڌڻ جو موقعو مليو ته، مان ڪائنس پڇيو ته آوارگيءَ ۾ حد ڪان وڌي وڃڻ واري سوچ اوهان کي جڏهن آئي ته. ان وقت اوهان لاءِ آوارگي وندر هئي يا پيٽ پرائي؟ ڇو ته اسان وٽ، اسانجو مڊل ڪلاس طبقو آوارگي ڪري ته بک مري وڃي. ان ڪري ئي اسان وٽ سرجندڙ ادب، اسان جي سوچن تائين محدود آهي. اسانجي سوچن ۾ محبوب جا ماڻا گهٽ، پر گهر جي روز مره واري سامان جون ضرورتون وڌيڪ هونديون آهن ۽ تڏهن ئي اسان جي شاعري، ناولن، ڪهاڻين ۽ سفر نامن ۾ درد جو پاسو چٽو نظر ايندو آهي، ڇو ته اسانجي سوچ، پنهنجي ڌرتيءَ سان به ڳنڍيل آهي. ڌرتي، جيڪا اسان لاءِ انَ اپائي ٿي، ڀاڄيون ۽ تازا ميوا، پاڻي عطا ڪري ٿي. اسان امير زمين جا آهي ڪوي آهيون. جيڪي سوچن ئي سوچن ۾ درياءَ جي ٻي پار پڄي ويندا آهيون. جتان جو امير طبقو، اسانجي ادب جي آبياريءَ ۽ ڌرتيءَ سان ڳنڍيل ماڻهن کي مڃي ٿو ان سوچ تان هڪ وار ته، هزار ڀيرا قربان ٿي سگهجي ٿو.

اکادمی ادبیات پاکستان، قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کیلئے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا اختتامی اجلاس میں سینیٹر پرویز رشید، کشور ناہید اور ڈاکٹر نجیبہ عارف شریک ہیں

ادب کی ترویج میں ٹیکنالوجی کا کردار اہم: سینیٹر پرویز رشید

سماجی حقائق سے جڑا ادب ہی معاشرتی شعور کی تشکیل کرتا ہے' کشور ناہید

مضافاتی و علاقائی ادب کو قومی دھارے میں لانا ہمارا ہدف ہے' ڈاکٹر نجیبہ عارف

اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) معاشرتی تفریق کا خاتمہ صرف ادب اور کتاب کے ذریعے ممکن ہے، جبکہ ادب کی ترویج میں ٹیکنالوجی کا کردار اہم ہے۔ ان خیالات کا اظہار سینیٹر پرویز رشید نے اکادمی ادبیات پاکستان، قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ واضح رہے کہ اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا اختتامی اجلاس 23 جنوری 2026 کو سہ پہر 00:03 بجے شیخ ایاز کانفرنس ہال میں نہایت وقار اور ادبی شان و شوکت سے منعقد ہوا۔ اس ادبی تقریب میں ملک بھر سے منتخب ادیبوں، شاعروں، محققین اور دانش وروں نے بھرپور شرکت کی۔ تقریب کا آغاز مشتاق حسین قادری کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا، جس کے بعد شہزاد سلطان بلوچ نے براہوی زبان میں نعتِ رسولِ مقبول ؐ پیش کیا۔ اختتامی اجلاس کی صدارت نامور شاعرہ کشور ناہید نے کی، جب کہ شریک صدر سینیٹر پرویز رشید تھے۔ ڈاکٹر مقصود جعفری، جبار مرزا، امداد اکاش اور سعید اختر ملک نے بطور مہمانان خصوصی شرکت کی۔ نظامت کے فرائض رحمان حفیظ نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیے۔ سب سے پہلے ہر صوبے، آزاد جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان کے نمائندہ شرکا نے اقامتی منصوبے سے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کروایا۔ تقریب کے صاحبِ صدارت سینیٹر پرویز رشید نے اپنے خطاب میں کہا کہ معاشرے میں صنفی اور عقائد کی بنیاد پر موجود تفریق کے خاتمے کے لیے کتاب اور ادب کو مؤثر کردار ادا کرنا ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ ادیب اور شاعر اپنے فکری و تخلیقی اظہار کے ذریعے سماج میں برداشت، رواداری، ہم آہنگی اور انسانی اقدار کو فروغ دے سکتے ہیں، جو ایک مہذب اور صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ سینیٹر پرویز رشید نے اس امر پر بھی زور دیا کہ موجودہ دور میں ادب کی ترویج اور اس کے اثر کو وسیع تر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کے مؤثر استعمال کی اشد ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ اکادمی ادبیات پاکستان کی ادبی تقاریب، مذاکروں اور علمی نشستوں کو آن لائن نشریات کے ذریعے عوام تک پہنچایا جانا چاہیے تاکہ ملک بھر، خصوصاً نوجوان نسل اور دور دراز علاقوں میں موجود اہلِ ادب کو بھی ان سرگرمیوں سے مستفید ہونے کا موقع مل سکے۔ صدر مجلس محترمہ کشور ناہید نے ادب میں معنویت، فکری گہرائی اور سماجی صداقت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ادب اگر اپنے عہد کے سماجی حقائق سے جڑا ہو تو وہ معاشرتی شعور کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ادیب کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ انسان دوستی، سچائی اور فکری دیانت کو اپنی تخلیق کا محور بنائے۔ جبار مرزا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انسان کو آخری سانس تک سیکھتے رہنا چاہیے، کیونکہ علم، مطالعہ اور تجربہ ہی فکری ارتقا اور ذہنی بالیدگی کا اصل ذریعہ ہیں۔ سعید اختر ملک نے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کی شفافیت، معیار اور انتظامات کو سراہتے ہوئے اکادمی ادبیات پاکستان کے ذمہ داران کو مبارک باد پیش کی، جب کہ امداد اکاش نے اس منصوبے کو ادیبوں کے مابین فکری مکالمے، قومی یکجہتی اور ثقافتی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے ایک مؤثر اور قابلِ تقلید اقدام قرار دیا۔ دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے شرکا نے باری باری اپنے تاثرات، جذبات اور ان دس دنوں کے دوران گزرے شب و روز کی روداد سامعین کے ساتھ شیئر کی۔ شرکا نے اس منصوبے کو ادبی تربیت، تخلیقی تبادلے اور مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کے مابین قربت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کا بہترین موقع قرار دیا۔ اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین ڈاکٹر نجیبہ عارف نے اختتامی خطاب میں اقامتی منصوبے کے شرکا کی لگن، سنجیدگی اور ادبی دلچسپی کو سراہا۔ انھوں نے کہا کہ جب انھوں نے اکادمی ادبیات کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو ان کے سامنے چند واضح اہداف تھے، جن میں سب سے اہم یہ تھا کہ پاکستان کے مضافاتی علاقوں میں موجود وہ اہلِ قلم جن کا فکری اور تخلیقی کام نہایت وقعت کا حامل ہے، مگر مرکزی ادبی دھارے سے دور رہ گئے ہیں اور مرکز میں موجود لوگ ان کی فکری کاوشوں سے ناواقف ہیں۔ انھوں نے کہا کہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا بنیادی مقصد مضافاتی اور علاقائی ادب کو قومی دھارے میں شامل کرنا ہے تاکہ پاکستان کی لسانی، تہذیبی اور ثقافتی تنوع کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا جا سکے۔ انھوں نے اپنی مدتِ صدارت میں شروع کیے گئے دیگر ادبی منصوبوں پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی اور اعلان کیا کہ اکادمی ادبیات پاکستان کے تحت اپریل میں ایک عالمی ادبی کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جس میں دنیا بھر سے ادیب، شاعر اور دانش ور شریک ہوں گے۔ تقریب میں خیبر پختونخوا سے تعلق رکھنے والے جناب عمر خان عمر نے صدر نشین اکادمی کو چادر بھی پیش کی۔ تقریب کے اختتام پر چاروں صوبوں کے علاوہ گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے شرکا میں اکادمی ادبیات پاکستان کی مطبوعات اور اعزازی اسناد تقسیم کی گئیں۔ شرکا اور مقررین نے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کی افادیت، نتائج اور مثبت اثرات کے پیشِ نظر اس منصوبے کو مستقبل میں بھی تسلسل کے ساتھ جاری رکھنے پر زور دیا اور اکادمی ادبیات پاکستان کی ادبی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

BBC بی بی سی
Daily Big Bureau Comments Lahore Pakistan

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ علامہ اقبال

اسلام آباد کی ادبی فضا میں دس دنا قامتی منصوبہ، میرٹ اور تخلیقی ہم آہنگی

اسلام آباد (خصوصی فیچر) اکیڈمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام دوسرا بین الاقوامی اقامتی منصوبہ ملک بھر کے ادیبوں اور شاعروں کے لیے ایک بامعنی، باوقار اور یادگار ادبی تجربہ ثابت ہوا۔ اس منصوبے میں صوبہ سندھ سے میرٹ کی بنیاد پر منتخب ہونے والے شاعر غلام مجتبیٰ لاڑک (جی ایم لاڑک) نے بھی شرکت کی۔ 15 نومبر 2025 کو اکیڈمی ادبیات پاکستان کی جانب سے اس اقامتی منصوبے کا اشتہار منظرِ عام پر آیا۔ بغیر کسی طویل سوچ بچار کے درخواست ارسال کر دی گئی، جس کے بعد روزمرہ مصروفیات کے باعث یہ معاملہ ذہن سے محو ہو گیا۔ تاہم 10 جنوری کو موصول ہونے والی ایک فون کال نے خوشگوار حیرت میں مبتلا کر دیا، جب یہ اطلاع دی گئی کہ غلام مجتبیٰ لاڑک کو دس روزہ اقامہ کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے۔ 14 جنوری کی سرد اور ہوادار شام کو ڈھرکی سے اسلام آباد کا سفر شروع ہوا اور جمعے کے دن دوپہر اکیڈمی ادبیات پہنچنے پر نہایت خلوص اور خوش دلی سے استقبال کیا گیا۔ عبدالرحمان بھائی نے ابتدائی رہنمائی فراہم کی، جبکہ رہائش کے انتظامات میر نواز خان سولنگی نے ایک بڑے بھائی کے شفقت بھرے انداز میں مکمل کیے۔ سندھ سے تعلق رکھنے والے ادیب روشن شیخ اور عیسیٰ میمن کی موجودگی نے اجنبیت کے احساس کو فوراً ختم کر دیا۔ 16 جنوری کو منعقدہ افتتاحی تقریب شیخ ایاز کانفرنس حال میں تمام شرکا کا باضابطہ تعارف کروایا گیا۔ چیئرپرسن اکیڈمی ادبیات پاکستان ڈاکٹر نجیبہ عارف نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا: یہ ادارہ آپ کا اپنا گھر ہے، یہاں سیکھیں، لکھیں اور اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو آگے بڑھائیں۔ ان کے یہ الفاظ شرکا کے لیے حوصلہ، اعتماد اور رہنمائی کا باعث بنے۔ ڈاکٹر بی بی آمنہ نے بھی اپنی علمی بصیرت، خوش اخلاقی اور انتظامی مہارت کے ذریعے اقامتی منصوبے کو مؤثر اور منظم رکھا۔ قیام کے دوران ادبی نشستیں، غیر روایتی مشاعرے اور فکری مکالمے رات گئے تک جاری رہے۔ آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والے زاہد گلزار نے منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مخلص ساتھی ادیب کا کردار ادا کرتے ہوئے تمام شرکا کی بھرپور معاونت کی۔ اکیڈمی ذرائع کے مطابق اس منصوبے کے لیے ملک بھر سے 303 درخواستیں موصول ہوئیں، جن میں سے صرف 20 ادیبوں کو خالص میرٹ کی بنیاد پر منتخب کیا گیا۔ منتخب شرکا میں 6 خواتین شامل تھیں۔ سندھ سے صرف چار ادیب اس اعزاز کے مستحق قرار پائے: شہزین فراز، عیسیٰ میمن، روشن شیخ اور غلام مجتبیٰ لاڑک۔ اسلام آباد کی پرسکون فضا، خاموش شامیں اور ادبی ماحول نے شرکا کو ایک منی پاکستان کا احساس دلایا، جہاں مختلف زبانوں اور خطوں سے تعلق رکھنے والے ادیب ایک دوسرے سے سیکھتے اور اپنے تجربات کا تبادلہ کرتے نظر آئے۔ خصوصی طور پر مینگورہ سے تعلق رکھنے والے نوجوان ادیب عمر خان کی شرکت نے سب کو متاثر کیا، جو ایک حادثے کے باعث وہیل چیئر پر ہونے کے باوجود ادب سے اپنی غیر متزلزل وابستگی اور حوصلے کی روشن مثال بنے رہے۔ افتتاحی اجلاس کے مہمانِ خصوصی معروف ناول نگار محمد حفیظ خان نے اپنے خطاب میں کہا: ادب نہ خوش فہمی ہے اور نہ مایوسی، بلکہ یہ شعور، آگہی اور امید کا نام ہے۔ اکیڈمی ادبیات کے ہاس آف فیم میں آویزاں عظیم ادیبوں کی تصاویر، کتابوں کی دکان اور صاف ستھرا، منظم تعلیمی ماحول شرکا کے لیے فکری تازگی اور روحانی مسرت کا باعث بنا۔ رات گئے لیہ سے تعلق رکھنے والے لقمان اسد، مانسہرہ کے خرم شاہ اور شہزین فراز، منظور نظر بلتستان، شاکر جتوئی، لاریب، زنیرہ، نور الحق شاہ، شہزاد بلوچ کوئٹہ، بسما پھولوں کے شہر پشاور کے ساتھ ہونے والی غیر رسمی ادبی نشستوں نے اس حقیقت کو اجاگر کیا کہ ادب آج بھی زندہ، متحرک اور مؤثر ہے، اگرچہ مطالعے کے ذرائع بدل چکے ہیں۔ مختصراً، اکیڈمی ادبیات پاکستان کا یہ اقامتی منصوبہ نہ صرف لکھاریوں کے لیے سیکھنے، فکری ہم آہنگی اور تخلیقی ارتقا کا ایک بہترین موقع ہے بلکہ مختلف زبانوں اور خطوں کے ادبی رشتوں کو مضبوط بنانے کا مؤثر ذریعہ بھی ہے۔ ہمیں مختلف یونیورسٹیز، نیشنل بک فاؤنڈیشن جیسے اداروں میں وزٹ کرایا گیا۔ اسلام آباد واقعی تخلیقی اذہان کے لیے ایک مثالی شہر ثابت ہو رہا ہے، جہاں شدید سردی کے باوجود ادب، شاعری اور علمی سرگرمیاں پوری آب و تاب کے ساتھ فروغ پا رہی ہیں۔ غلام مجتبیٰ لاڑک (جی ایم لاڑک) (ڈھرکی، سندھ) جنوری اسلام آباد

ڳالهين جو ڳوٺ

سڪونَ جا ڏينهن، خوابن جون راتيون...

روشن شيخ

roshanshaikh056@gmail.com

نومبر 2025ع ۾ ڪيترين ئي قومي اخبارن ۾، پاڪستان اڪيڊمي آف ليٽرس وارن جو 'بين الصوبائي اقامتي منصوبي' جو اشتهار آيو. جنهن ۾ ڪجهه شرط ڏنل هئا. ڪجهه ڀليسين ۽ هدايتن جو ذڪر پڻ ٿيل هو سو هن ئي ڏهه روزه اقامتي منصوبي ۾ شرڪت يا اپلاءِ ڪرڻ لاءِ ملڪ جي مختلف ٻولين جي 50 سالن ڪان گهٽ عمر وارن اديبن شاعرن ڪان درخواستون گهرايون ويون مون به اداري کي درخواست ۽ پنهنجا ڇپيل ٽن نثري نظمن جا ڪتاب نيت سان اماڻيا ته جيڪڏهن اداري ميرٽ ڪئي ته پوءِ ضرور گهرائيندا ۽ ٿيو به ائين ته هن جنوريءَ جي پهرين هفتي ۾ اداري مان ڪال آئي ته، اوهانکي هي بين الصوبائي اقامتي منصوبي ۾ 15 ڪان 24 جنوريءَ تائين چونڊيو ويو آهي. سو ائين ئي ڪيئن جو ٿيلهو ٿاهي ڪوچ ڪري 17-18 ڪلاڪن جو ٿڪائيندڙ سفر ڪري اچي اسلام آباد ۾، پاڪستان اڪيڊمي آف ليٽرس جا مهمان ٿياسين سنڌ مان عيسيٰ ميمڻ ۽ جي ايم لاڙڪ به سليڪٽ ٿيا هئا.

اسلام آباد سڪون وارو شهر ته آهي ئي، پر هاڻي هي شهر پنهنجي سارڪ ۽ سونهن ونجائي ويٺو آهي، ان جو سبب وڌندڙ آبادي هجي، يا روڊ رستن جي ڪري، وڻن جي واڍي، پر مونکي ته هي شهر خوابن جهڙو لڳندو آهي. بلڪل ئي آزاد خوابن جهڙو... ٽي سئو ٽي درخواستن مان پوري ملڪ مان 20 اديبن کي سليڪٽ ڪيو ويو، جن مان ڇهه فيميل رائيٽرس هيون تعارفي گڏجاڻين کان ويندي، افتتاحي تقريب تائين مختلف نامور اديبن سان ملاقاتن ۽ پاڻ ۾ ڪيل ڪچهرين تائين اهو پتو پيو ته ادب سرجي پيو ۽ باقاعده سرجي پيو. هتي اسانجي ملاقات مينگوره/سوات جي هڪ اسپيشل نوجوان ليکڪ عمر خان سان ٿي ته مان دنگ رهجي ويس ته ڪنهن حادثي تحت ويل چيئر تي اچي ويل اهو نوجوان ڪيڏو نه همت ڀريو آهي. ان ٻڌايو ته ليکڪ نه هجان ها ته ڪڏهوڪو خودڪشي ڪري ڇڏيان ها مطلب ته ادب زندگي آهي. جيڪو جيئڻ جا نوان گس ۽ خواب ڏيکاري ٿو اهڙين ئي ڳالهين ٿي افتتاحي اجلاس ۾ مهمان ٿي آيل مشهور ناول نگار محمد حفيظ خان پڻ ڪيون (جنهن کي ڏسڻ ۽ ٻڌڻ جي خواهش سالن کان هئي) حفيظ خان ڏاڍيس ئي پنهنجو لکيل پڙهيو، دلڪش انداز ۾ پڙهيو ته ادب خوش فهمي، جو نالو ناهي، نه ئي مايوسي پکيڙڻ جو.

ڏهن ڏينهن واري هن منصوبي/ پروگرام ۾ اڪيڊميءَ جي ڪشادي هال، هائوس آف فيم ۾ موجود ليجينڊ اديبن جي تصويرن، بڪ شاپ، صاف ستري ماحول اکين کي تراوت ته ڏني ئي آهي، ۽ جنهن جو ڪريڊٽ يقينن هتان جي آفيسرن ۽ اسٽاف ڏانهن ئي وڃي ٿو پر هتي مشهور ڪالم نگار لقمان اسد سان رات جو دير تائين چانهه جي ڪوپن تي (هڪڙي ڪوپ جي بات ناهي) غير روايتي ڪچهريءَ مان اهي ڳالهيون ذهن نشين ٿيون ته ادب سرجڻ ۽ ڪتاب ڇپجڻ جو ريشو گهٽيو ناهي، پر ڪتاب اسڪرين ڏانهن ڏانهن شفٽ ٿيا آهن مونکي اسڪرين تي نه، پر هٿن ۾ ڪتاب کڻي پڙهڻ سان هڪ عجيب قسم جو سڪون ملندو آهي.

اسڪردو سان تعلق رکندڙ نوجوان اديب ۽ ريڊيو ڪمپيئر منظور نظر جو تعارف ڪرائڻ وارو اسٽائيل به ڪمال جو هيو. جيڪو هلڪي مسڪراهٽ سان هيٺين ٿو پنهنجو تعارف ڪرائي ته، بابا ته نالو منهنجو منظور حسين رکيو آهي. پر سڀ مونکي پيار مان منظور نظر چوندا آهن منظور نظر پر لقمان اسد، خرم شهزاد ۽ منهنجي ڪچهريءَ جو حصو بڻجندو رهيو آهي ڪچهريءَ ۾ علائقائي ادب ڪان ويندي، انتها پسنديءَ ۽ ادبي چرچن جو هڪ ڊگهو سلسلو شروع ٿي ويندو آهي.

خوابن واري هن شهر ۾ هاڻي سنڌي جام اچي ويا آهن جنهن ڪري اوپرائپ وارو ماحول اسان مٿان حاوي گهٽ رهيو هونئن به جتي شاعر اديب گڏ آهن اتي اوپرائپ جو ته تصور به نٿو ڪري سگهجي هيو ته هن اداري ۾ اختر رضا سليمي، جهڙو ڊينگ ليکڪ ويٺو آهي جنهن جي ڏاهپ ۽ وڏائيءَ ڪان پري واري طبيعت جو ذڪر ته مون ڪوڙ دفعا، سنڌ ۾ به ٻڌو هو پر اختر رضا سليمي سان هتي رات جي ماني کائڻ دوران هڪ ڀرپور گپ شپ ٿي.

ادبي سرگرمين سان گڏ، اداري پاران مختلف معتبر ادبي شخصيتن سان ملاقاتون ڪرايون پيون وڃن. تفريحي، تعليمي ماڳ، ادارا وزٽ ڪرايا ويا. مطلب ته ٿورا وسيلا هئڻ جي باوجود به اداره ۽ اداري جا سربراهه ڊاڪٽر ۽ ادب جي خدمت ڪرڻ ۾ پوئتي نه هئا. اداري جي سربراهه ڊاڪٽر نجيبه عارف اسان مهمان ٿي آيلن سان هڪ ڪارائتي ملاقات ڪندي چيو ته اوهان ٺيڪ ميرٽ تي هتي ڏهن ڏينهن لاءِ آيا آهيو. اميد ته اوهان جا اهي ڏهه ڏينهن سڪارا ۽ محبت ڀريا گذرندا.

محبت ڪندڙن ۾ مير نواز سولنگي، زاهد گلزار ۽ عبدالرحمان ته آهن ئي، پر هن شهر جي مونکي هڪڙي ڳالهه اها سمجهه ۾ ايندي آهي ته، هتان جا رهواسي رات جو جلدي سمهي پون ٿا، ۽ صبح جو سوير اٿن ٿا. شايد تڏهن ئي هو ڀرپور خواب ڏسن ٿا. سڪون واري زندگي گذارين ٿا. هي شهر تخليقي ماڻهن لاءِ آئيڊيل شهر آهي، مونکي هتي اٺين هفتو مس ٿيو آهي، انهن ڏينهن ۾ مون اٺ نثرين ڪتاب جيترا نثري نظم، هڪ ڪالم، اڌوري ناول جا صفحا لکي ورتا آهن، ڇو ته هتي جام سڪون جا ڏينهن مليا آهن، ۽ خواب ڏسڻ لاءِ هيٽر ۾ ويڙهيل راتيون نصيب ٿيون آهن پر هتان واري سرديءَ ۽ سنڌ واري سرديءَ ۾ زمين ۽ آسمان جيڏو فرق آهي ڇو ته هتان جي سردي سخت آهي ۽ اسين مزاجن نرم آهيون.

روزنامہ اساس، جمعرات 22 جنوری 2026ء

اساس
چیف ایڈیٹر
شیخ افتخار عادل

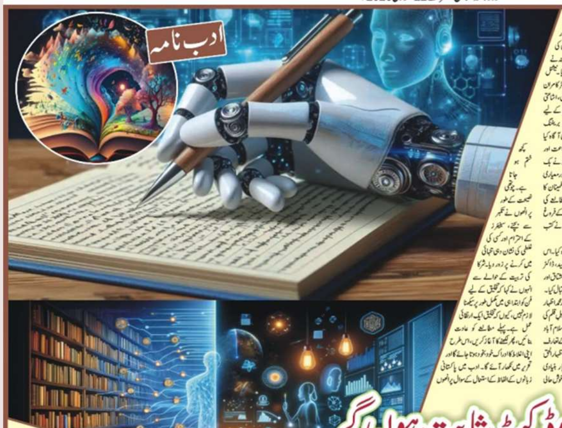

ناصر مغل

اے آئی لکھاری ناپائیدار پروڈکٹ ثابت ہوں گے

اسلام آباد میں اقامتی منصوبے کے شرکا اہلِ قلم سے گفتگو میں نامور ادیبوں کا انتباہ

اہلِ قلم کے لیے ملک گیر دوسرے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا آغاز اسلام آباد میں ہوگیا۔ اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اس 10 روزہ پروگرام کا افتتاحی اجلاس نامور شاعر افتخار عارف کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تقریب میں ملک بھر سے منتخب ادیبوں، شاعروں اور دانش وروں نے شرکت کی۔ وفاقی وزیر برائے قومی ورثہ و ثقافت جناب محمد اورنگزیب خان کچی مہمان خصوصی تھے۔ وفاقی سیکرٹری قومی ورثہ و ثقافت اسد الرحمان گیلانی نے بطور مہمان اعزاز شرکت کی۔ کلیدی خطبہ ممتاز فکشن نگار محمد حفیظ خان نے دیا، نظامت محبوب ظفر نے کی۔ صدر نشین اکادمی ادبیات پاکستان ڈاکٹر نجیبہ عارف نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے اقامتی منصوبے کے اغراض و مقاصد، اس کی ادبی و فکری افادیت اور اہلِ قلم کے لیے اس کی اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اس موقع پر ملک کے مختلف صوبوں اور خطوں سے ...

> سچا ادیب تشہیر اور ستائش سے ہٹ کر اپنا کام کرتا ہے کیوں کہ اصل فیصلہ وقت کرتا ہے کہ کون اس کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے، ادیب کیلئے تاریخی اور سیاسی شعور ناگزیر ہے کیوں کہ تخلیق محض لفظوں کا کھیل نہیں بلکہ اپنے عہد اور معاشرے سے مکالمہ ہے۔ فرخ یار

> سوشل میڈیا ایک ایسا نشہ ہے جو تخلیق کار کو برباد کر دیتا ہے، تخلیقی تربیت کی بہترین گاہیں ادبی رسائل ہیں۔ محمد اظہار الحق

> جو لوگ محض تقلید چاہتے ہیں وہ تو ٹیکنالوجی سے مدد لے سکتے ہیں اور رفتہ رفتہ معدوم بھی ہو جائیں گے، جو اپنا راستہ خود تلاش کرتے ہیں، انھیں کوئی خطرہ نہیں۔ محمد حمید شاہد

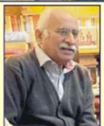

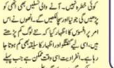

☆☆☆

یوحنا جان | کالم | آرٹیکل

فکری بالیدگی اور اکادمی ادبیات: یوحنا جان

Admin · January 29, 2026 · 0 · 1 Min

Views: 146

****

روزنامہ اساس، جمعرات 29 جنوری 2026ء

معاشرتی اصلاح صرف ادب اور کتاب سے ممکن

اسلام آباد میں اقامتی منصوبے کے اختتامی اجلاس کی روداد

میگزین رپورٹ

معاشرتی تفریق کا خاتمہ صرف ادب اور کتاب کے ذریعے ممکن ہے، ادب کی ترویج میں ٹیکنالوجی کا کردار اہم ہے۔ یہ بات سینٹر پرویز رشید نے اکادمی ادبیات پاکستان کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ تقریب میں ملک بھر سے منتخب ادیبوں، شاعروں، محققین اور دانش وروں نے بھرپور شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت نامور شاعرہ کشور ناہید نے کی، شریکِ صدر سینٹر پرویز رشید تھے۔ ڈاکٹر مقصود جعفری، جبار مرزا، امداد اکاش اور سعید اختر ملک نے بطور مہمانان خصوصی شرکت کی۔ نظامت کے فرائض رحمان حفیظ نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیے۔ سینٹر پرویز رشید نے اپنے خطاب میں کہا کہ معاشرے میں صنفی اور عقائد کی بنیاد پر موجود تفریق کے خاتمے کے لیے کتاب اور ادب کو موثر کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ادیب اور شاعر اپنے فکری و تخلیقی اظہار کے ذریعے سماج میں برداشت، رواداری، ہم آہنگی اور انسانی اقدار کو فروغ دے سکتے ہیں، جو ایک مہذب اور صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ سینٹر پرویز رشید نے اس امر پر بھی زور دیا کہ موجودہ دور میں ادب کی ترویج اور اس کے اثر کو وسیع تر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کے موثر استعمال کی اشد ضرورت ہے۔ صدرِ مجلس کشور ناہید نے ادب میں معنویت، فکری گہرائی اور سماجی صداقت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ادب اگر اپنے عہد کے سماجی حقائق سے جڑا ہو تو وہ معاشرتی شعور کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ادیب کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ انسان دوستی، سچائی اور فکری دیانت کو اپنی تخلیق کا محور بنائے۔

جبار مرزا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انسان کو آخری سانس تک سیکھتے رہنا چاہیے، کیونکہ علم، مطالعہ اور تجربہ ہی فکری ارتقا اور ذہنی بالیدگی کا اصل ذریعہ ہیں۔ سعید اختر ملک نے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کی شفافیت، معیار اور انتظامات کو سراہتے ہوئے اکادمی ادبیات پاکستان کے ذمہ داران کو مبارک باد پیش کی۔

☆☆☆

لاہور، گوجرانوالہ، بہاولپور، ملتان، راولپنڈی میں پڑھا جانے والا اخبار

حمزہ سعید سندھو
مطیع اللہ ملک
روزنامہ مقدس لاہور
Daily Muqadas Lahore
میاں محمد آصف
سید تجمل بخاری
0300-0969017
جلد نمبر 01 | ہفتہ 17 جنوری 2026، 27 رجب المرجب 1447ھ، 5 ماگھ 2082 بکرمی، صفحات 4، قیمت 15 | شمارہ 176

اکادمی ادبیات پاکستان، قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام

اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا افتتاحی اجلاس

رپورٹ: سارہ خان

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم۔۔۔ جہادِ زندگانی میں ہے یہ ہیں مردوں کی شمشیریں
ABC CERTIFIED باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت
Daily AMAL PEHAM Multan
روزنامہ عمل پیہم ملتان پاکستان
چیف ایڈیٹر محمد نعیم عارف
گروپ ایڈیٹر محمد سلیم
جلد نمبر 10 | بدھ 8 شعبان المعظم 1447ھ 28 جنوری 2026، 16 ماگھ 2082 ب صفحات 8 قیمت 20 روپے | شمارہ 321

ادب کی ترویج میں ٹیکنالوجی کا کردار اہم ہے: سنیٹر پرویز رشید

ادبی کالم

خصوصی رپورٹ

معاشرتی تفریق کا خاتمہ صرف ادب اور کتاب کے ذریعے ممکن ہے، جبکہ ادب کی ترویج میں ٹیکنالوجی کا کردار اہم ہے ان خیالات کا اظہار سینیٹر پرویز رشید نے اکادمی ادبیات پاکستان، قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ واضح رہے کہ اکادمی ادبیات پاکستان کے زیر اہتمام اہلِ قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا اختتامی اجلاس 23 جنوری 2026 کو سہ پہر 00:03 بجے شیخ ایاز کانفرنس ہال میں نہایت وقار اور ادبی شان و شوکت سے منعقد ہوا۔ اس ادبی تقریب میں ملک بھر سے منتخب ادیبوں، شاعروں، محققین اور دانش وروں نے بھرپور شرکت کی۔ تقریب کا آغاز قاری عبدالشکور کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، جس کے بعد شہزاد سلطان بلوچ نے براہوئی زبان میں نعتِ رسول مقبول ﷺ پیش کیا۔ اختتامی اجلاس کی صدارت نامور شاعرہ کشور ناہید نے کی، جب کہ شریکِ صدر سنیٹر پرویز رشید تھے۔ ڈاکٹر مقصود جعفری، جبار مرزا، امداد اکاش اور سعید اختر ملک نے بطور مہمانان خصوصی شرکت کی۔ نظامت کے فرائض رحمان حفیظ نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیے۔ تقریب کے شریکِ صدر سنیٹر پرویز رشید نے اپنے خطاب میں کہا کہ معاشرے میں صنفی اور عقائد کی بنیاد پر موجود تفریق کے خاتمے کے لیے کتاب اور ادب کو مؤثر کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ادیب اور شاعر اپنے فکری و تخلیقی اظہار کے ذریعے سماج میں برداشت، رواداری، ہم

آہنگی اور انسانی اقدار کو فروغ دے سکتے ہیں، جو ایک مہذب اور صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ سنیٹر پرویز رشید نے اس امر پر بھی زور دیا کہ موجودہ دور میں ادب کی ترویج اور اس کے اثر کو وسیع تر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کے مؤثر استعمال کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اکادمی ادبیات پاکستان کی ادبی تقاریب، مذاکروں اور علمی نشستوں کو آن لائن نشریات کے ذریعے عوام تک پہنچایا جانا چاہیے تاکہ ملک بھر، خصوصاً نوجوان نسل اور دور دراز علاقوں میں موجود اہلِ ادب کو بھی ان سرگرمیوں سے مستفید ہونے کا موقع مل سکے۔۔ صدر مجلس کشور ناہید نے ادب میں معنویت، فکری گہرائی اور سماجی صداقت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ادب اگر اپنے عہد کے سماجی حقائق سے جڑا ہو تو وہ معاشرتی شعور کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ادیب کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ انسان دوستی، سچائی اور فکری دیانت کو اپنی تخلیق کا محور بنائے۔ جبار مرزا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انسان کو آخری سانس تک سیکھتے رہنا چاہیے، کیونکہ علم، مطالعہ اور تجربہ ہی فکری ارتقا اور ذہنی بالیدگی کا اصل ذریعہ ہیں۔ سعید اختر ملک نے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کی شفافیت، معیار اور انتظامات کو سراہتے ہوئے اکادمی ادبیات پاکستان کے ذمہ داران کو مبارک باد پیش کی، جب کہ امداد اکاش نے اس منصوبے کو ادیبوں کے مابین فکری مکالمے، قومی یکجہتی اور ثقافتی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے ایک مؤثر اور قابلِ تقلید اقدام قرار دیا۔ دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے شرکاء نے باری باری اپنے تاثرات، جذبات اور ان دس دنوں کے دوران گزرے شب و روز کی روداد سامعین کے ساتھ شیئر کی۔ شرکاء نے اس منصوبے کو ادبی تربیت، تخلیقی تبادلے اور مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کے مابین قربت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کا بہترین موقع قرار دیا۔ اکادمی ادبیات پاکستان کی صدر نشین ڈاکٹر نجیبہ عارف نے اختتامی خطاب میں اقامتی منصوبے کے شرکاء کی لگن، سنجیدگی اور ادبی دلچسپی کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ جب انہوں نے اکادمی ادبیات کی ذمہ داریاں سنبھالی تو ان کے سامنے چند واضح اہداف تھے، جن میں سب سے اہم یہ تھا کہ پاکستان کے مضافاتی علاقوں میں موجود وہ اہلِ قلم جن کا فکری اور تخلیقی کام نہایت وقعت کا حامل ہے، مگر مرکزی ادبی دھارے سے دور رہ گئے ہیں اور مرکز میں موجود لوگ ان کی فکری کاوشوں سے ناواقف ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا بنیادی مقصد مضافاتی اور علاقائی ادب کو قومی دھارے میں شامل کرنا ہے انہوں نے اعلان کیا کہ اکادمی ادبیات پاکستان کے تحت اپریل 2026 میں ایک عالمی ادبی کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جس میں دنیا بھر سے ادیب، شاعر اور دانش ور شریک ہونگے۔ تقریب کے اختتام پر چاروں صوبوں کے علاوہ گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے شرکاء میں اکادمی ادبیات پاکستان کی مطبوعات اور اعزازی اسناد تقسیم کی گئیں

facebook.com/dailytaqat twitter.com/dailytaqat
MEMBER APNS | A.B.C CERTIFIED 2007 | MEMBER CPNE
A PUBLICATION OF AZM MEDIA GROUP
www.dailytaqat.com ★★★ editor@dailytaqat.com
بانی۔ رحمت علی رازی
ایڈیٹر محمد عمر رازی
ایڈیٹر انچیف محمد اویس رازی
روزنامہ طاقت لاہور
DAILY TAQAT
جلد نمبر 19 | صفحات 8 | جمعرات 2 شعبان المعظم 1447ھ 22 جنوری 2026، 9 ماگھ 2081ب | سی پی ایل نمبر 177 | قیمت 25 روپے | شمارہ نمبر 87
042-37426235 فیکس - UAN:-111-222-173

اکادمی ادبیات کا "منی پاکستان"

منظور نظر

سفر انسان کو جہاں نئی دنیاؤں سے متعارف کرواتا ہے، وہاں بہت کچھ سیکھنے کا وسیلہ بھی بنتا ہے۔ زندگی میں کچھ سفر ایسے ہوتے ہیں جو ہمیشہ یاد رہتے ہیں ایسا ہی ایک یادگار سفر 15 جنوری 2026 کو شروع ہوا، جس نے مجھے زندگی کو نئے زاویوں سے دیکھنے، سمجھنے اور بالخصوص پاکستانی زبانوں کے ادب، تہذیب اور وہاں کی ثقافت کو قریب سے جاننے کا موقع فراہم کیا۔ اکادمی ادبیات پاکستان کے "دوسرے بین الصوبائی اقامتی منصوبے" میں میری شمولیت میرے لیے کسی سے اعزاز سے کم نہیں۔ اس اہم منصوبے کے لیے ملک بھر سے 303 درخواستیں موصول ہوئی تھیں، جن میں سے انتخاب کا عمل نہایت شفاف رہا۔ اس انتخاب کے گواہ ملک کے نامور ناول نگار حمید شاہد، محترمہ پروفیسر قیصرہ علوی اور دیگر علمی شخصیات تھیں۔ ان سے ہونے والی ملاقاتوں نے ہم جیسے نوآموز قلمکاروں کی بے حد حوصلہ افزائی کی۔ اقامتی پروگرام کا سب سے خوبصورت پہلو وطنِ عزیز کے ہر کونے سے آئے ہوئے نوجوان ادیبوں اور شاعروں سے ملاقات ہے۔۔ یہاں سندھ سے جناب جی ایم لاڑک، ڈاکٹر عیسیٰ میمن، صاحب طرز شاعرہ شہزین فراز اور روشن اقبال جیسے مخلص لوگ موجود تھے۔ بلوچستان کی نمائندگی جناب شہزاد سلطان بلوچ، پروفیسر نور الحق شاہ، محترمہ لاریب اور زونیرہ گل کر رہے تھے۔ پنجاب سے جناب یوحنا جان، عرفان حیدر، شاکر جتوئی اور ممتاز کالم نگار اور دوست لقمان اسد شریک تھے۔ خیبر پختون خوا سے جناب ارشد سلیم، خرم شاہ، محترمہ بسمہ نذیر اور عمدہ تخیل و تخلیق کے حامل شاعر عمر خان عمر اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ آزاد کشمیر سے مشتاق حسین قادری اور گاہکچ (گلگتان) سے افسانہ نگار آمنہ یونس کی شرکت نے اس محفل کو پورے پاکستان کا گلدستہ بنا دیا تھا۔ اکادمی ادبیات پاکستان ملک میں بولی جانے والی زبانوں کے تحفظ اور فروغ کے لیے ہمیشہ تگ و دو کرتی نظر آتی ہے۔ یہ بین الصوبائی منصوبہ بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ ہمیں مختلف صوبوں کے ادیبوں کے ساتھ کمرے شیئر کرنے کو کہا گیا، جس کا بنیادی مقصد ایک دوسرے کے ادب، لہجے اور ثقافت سے براہِ راست روشناس ہونا تھا۔ قیام کے دوران ہمیں اردو ادب کے درخشندہ ستاروں جن میں محمد حمید شاہد، محمد اظہار الحق، فرخ یار، ثروت محی الدین اور قیصرہ علوی سے فیض یاب ہونے کا شرف ملا۔ اکابرین سے ہونے والی گفت گو نے ہم نوجوان لکھاریوں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں اور پھول وخوشبو کی وسعت سے لبریز اس احوال کو محض ایک کالم میں سمونا ممکن نہیں۔ تمام مشاہدات کو میں اپنے زیرِ ترتیب سفرنامے "ادبیات کا سفر" میں تفصیلاً بیان کروں گا۔ اس قیام کے دوران ہمیں ادارہ فروغ قومی زبان، نیشنل بک فاؤنڈیشن، نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی اور اسلام آباد کے مختلف تاریخی و تفریحی مقامات کا وزٹ بھی کرایا گیا، جس سے ان اداروں کے ادبی اور تاریخی حوالوں سے خدمات کیبارے میں شناسائی میسر آئی۔ طریقہ کار کو سمجھنے میں مدد ملی۔ اس سب کا کریڈٹ اکادمی ادبیات کی چیئرپرسن محترمہ نجیبہ عارف صاحبہ کو جاتا ہے۔ یہ ان ہی کا ویژن کہ انھوں نے اس شاندار منصوبے کا انعقاد کیا اور ایک "منی پاکستان" بنا دیا۔ ڈاکٹر بی بی امینہ ڈائریکٹر اکادمی ادبیات ہر وقت ہمارے دم قدم رہیں۔ زاہد گلزار کی محبت اور بے لوث خلوص کا تذکرہ بھی ضروری ہے، جنہوں نے اکادمی کے رائٹر ہاؤس میں ہمیں گھر جیسا ماحول فراہم کیا اور ہمیں اپنوں سے دوری کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ آخر میں ایک تلخ حقیقت کا ذکر بھی ضروری ہے۔ "شہرِ اقتدار" میں جہاں ہر طرف رونقیں ہیں، وہاں ادیب آج بھی معاشی طور پر "غریب" نظر آتا ہے۔ معاشرے میں یہ فقرہ عام ہے کہ "ادیب ہے تو غریب ہوگا"۔ یہ صورتحال لمحہ فکریہ ہے۔ حکومتِ پاکستان سے گزارش ہے کہ وہ ایسے ادبی اداروں کی سرپرستی کرے اور مقامی زبانوں کے فروغ کے لیے ان کا دست و بازو بنے۔ ادیب کسی بھی قوم کا شعور ہوتے ہیں، اور جب تک شعور کی قدر نہیں ہوگی، جب تک ہم دنیا سے پیچھے رہیں گے۔

ABC CERTIFIED
DAILY NEWS VALLEY ISLAMABAD
روزنامہ نیوز ویلی اسلام آباد
ایڈیٹر طارق محمود اظہری
جلد نمبر 14 | ہفتہ 17 جنوری 2026، 27 رجب المرجب 1447ھ صفحات 4 قیمت 20 روپے | شمارہ 17

اہل قلم کے لیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا افتتاحی اجلاس (رپورٹ، سارہ خان)

☆☆☆ ڈیرہ اسماعیل خان سے شائع ہونے والا پہلا رنگین ... قومی و علاقائی اخبار ☆☆☆
Meezaneqdal2012@gmail.com
Http:/www.meezaneadal.com
خبر۔۔۔ جدت کے ساتھ
ABC CERTIFIED باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت
روزنامہ میزان عدل ڈیرہ اسماعیل خان
چیف ایڈیٹر محمد سہیل گنگوہی
جلد نمبر: 3 | ہفتہ، 17 جنوری، 2026، 27 رجب، 1447ھ، صفحات 4، قیمت 20 روپے | شمارہ نمبر: 330

اہل قلم کیلیے دوسرے دس روزہ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کا افتتاحی اجلاس

حکومت اہل قلم کی فلاح و بہبود کے لیے اہم اقدامات اٹھا رہی ہے

Sultan Nasir + 4 others at Pakistan Academy of Letters.
4d

اِن دِنوں شہر میں ایک قافلہ اُترا ہے۔ بیس لوگوں کا قافلہ۔ یہ لوگ شہرِ اقتدار میں میٹنگز اٹینڈ کرنے نہیں آئے۔ اِن کی سپریم کورٹ میں پیشی بھی نہیں ہے۔ انھیں کسی وزیر، مشیر، ایم این اے یا سینیٹر سے بھی نہیں ملنا۔ یہ تو سوچنے، بولنے، اور لکھنے والے ہیں۔ مگر یہ اُن لکھنے والوں میں سے نہیں جو بڑے شہروں کی ادبی سماجیات کے نمائندے ہوں۔ یہ تو دُور دراز سے، مضافات سے، فاصلوں سے آئے ہیں۔ یہ اپنی دھرتی اور مٹی سے جُڑے لوگ ہیں۔ مختلف ثقافتوں اور جغرافیائی خِطوں سے تعلق رکھنے والے اِن لوگوں میں کوئی قدر مشترک ہے تو وہ ہے قلم اور پاکستان۔ یہ لوگ سیکڑوں میں سے انتخاب کے کٹھن مراحل کی چھلنی سے گزر کر آئے ہیں۔ اکادمی ادبیاتِ پاکستان کے تحت سرکردہ کمیٹیوں نے گہرے غور و خوص کے بعد اِن لوگوں کو دس روزہ اقامتی منصوبے (ریزیڈنسی) کے لیے منتخب کیا ہے۔ انتخاب میں اِس امر کا خیال رکھا گیا کہ ایسے لوگوں کو لیا جائے جو ادب کے سنجیدہ مسافر تو ہوں مگر قومی سطح پر ابھی زیادہ متعارف نہ ہوئے ہوں۔ سفر کی گرد میں لپٹے یہ لوگ جب جڑواں شہروں میں پہنچے تو یہاں کے اہلِ قلم نے اپنے گھروں کے دروازے بھی کھول دیے اور دلوں کے بھی۔ مکالمے ہو رہے ہیں، ابحاث چل رہی ہیں، نئے نئے تعلق بن رہے ہیں۔ اسلام آباد کی فضا میں یہ نئی مہک ہے، خالص جنگلی پھولوں کی مہکار۔ سیکھنے سمجھنے کا یہ عمل یک طرفہ نہیں، دو طرفہ ہے۔

پچھلے برس ایک ایسا ہی قافلہ جب شہر میں اُترا تھا تو اُن کا استقبال و انصرام کرنے والوں میں مَیں بھی شامل تھا۔ اِس بار میں انھیں دور دور سے دیکھتا ہوں اور دعا بھیجتا ہوں۔ ع: می بینمت عیاں و دعا می فرستمت۔

یہ سب ڈاکٹر نجیبہ عارف کی قیادت کا ثمر ہے جو دردمند دل بھی رکھتی ہیں اور زیرک دماغ بھی۔ یوں تو ان کی کامرانیوں کی فہرست طویل ہے مگر ان کے دَور میں جاری کردہ تین کاوشیں نہایت اہم ہیں: 1۔ چائے، باتیں اور کتابیں (ہفتہ وار)۔ 2۔ نسلِ نو ادبی میلہ (اگست)، اور 3۔ بین الصوبائی اقامتی منصوبہ/ ریزیڈنسی (جنوری)۔ اُن کی ٹیم میں کچھ عجیب دیوانے جمع ہیں۔ کہنے کو تو سرکاری لوگ ہیں مگر ادب اور ادیبوں کی خدمت اِن کا ذاتی مسئلہ ہے۔ انھیں نہ تو سیکریٹیریٹ الاؤنس ملتا ہے، نہ ہی بڑے بڑے ریوارڈ۔ اِن کی خدمات ہی اِن کا ریوارڈ ہیں۔ اِن بھلے لوگوں میں اختر رضا سلیمی اور ڈاکٹر بی بی امینہ جیسے قلم کار بھی ہیں، میر نواز سولنگی اور رفیقہ نازلی جیسے منتظم بھی۔ جو لوگ سرکاری انتظامی معاملات کی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں، انھیں اکادمی ادبیات کے مالی وسائل دکھائے جائیں تو اُن کی چیخ ہی نکل جائے۔ اکادمی جس سطح کے عمدہ کام جتنے محدود وسائل میں کر رہی ہے، یہ بجائے خود ایک انتظامی کمال ہے۔ اقامتی منصوبے (ریزیڈنسی) کی خبریں تو چند دن تک ہی چلیں گی مگر اِس کے ثمرات دُور رس ہوں گے، ادب کے لیے بھی، ملک کے لیے بھی، اور سماج کے لیے بھی۔

سلطان ناصر

21 جنوری 2026ء

Aisha Masood
1d

چیئرمن اکادمی ادبیات ڈاکٹر نجیبہ عارف کے نام

اکادمی ادبیات میں اس وقت بین الصوبائی اقامتی منصوبہ چل رہا ہے جس میں مختلف صوبوں سے آئے ہوئے مہمان اکادمی ادبیات کے مہمان ہیں ۔اگر ادارے کے کچھ معاملات پر تنقید کی جاتی ہے تو اچھے اقدامات پر تعریف بھی ہونی چاہئے ۔اس سلسلے کے افتتاحی اجلاس میں برسوں سے جاری مستقل صدارت اور برسوں سے جاری مستقل نظامت اور آئے ہوئے مہمانوں کو گھروں میں لے کر جانے پر ہم نے تنقید کی تھی ۔ڈاکٹر نجیبہ عارف ایسی سربراہ ہیں جنھوں نے افتتاحی تقریب کے بعد مختلف اجلاسوں کی صدارت شہر کے مختلف سینئر شاعروں اور ادیبوں کو دے کر احسن اقدام کیا اوریوں تقریب کی صدارت محض افتتاحی جلاس تک محدود نہ رہی جس کی وجہ سے اس تصور کے شدت میں بھی کمی ہوئی کہ جو وسائل اور مواقع کی یکساں تقسیم پر اٹھایا جاتا ہے ۔کسی بھی ادارے میں وسائل اور مواقع کی لوگوں میں یکساں تقسیم ادارے کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتی ہے اور دراصل یہ ترقی ادارے کے سربراہ کی کامیابی ہی تصور کی جاتی ہے ۔ بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے تحت ایک تسلسل سے مختلف نامور شخصیات سے مہمانوں کی ملاقاتیں بھی کروائی جاتی رہیں ۔

اکادمی ادبیات تمام شاعروں ادیبوں کے اپنے گھر کے جیسا ہے اوریوں اپنے گھر کی چھت کے نیچے بیٹھ کر مہمانوں کو مخصوص شخصیات سے ہی متعارف نہیں کروایا گیا بلکہ مختلف شخصیات کے فن اور اس مقام تک پہنچنے تک کی روداد سے دور دراز سے آئے لکھاری آگاہ ہوتے رہے اکادمی ادبیات کے بین الصوبائی اقامتی منصوبے کے روز مرہ کے سیشنز میں شہر کے کئی لکھاریوں کو شرکت کا موقع ملا جس سے ادارے کا یہ تاثر بھی بہتر ہوا کہ یہ ہم سب کا ادارہ نہیں ہے ۔بین الصوبائی اقامتی منصوبہ کا اصل فایدہ بھی یہی ہے کہ اسے وسیع تر سوچ کے ساتھ مربوط کیا جائے ۔بین الصوبائی اقامتی منصوبہ اختتام پزیر ہو جائے گا مگر چیئرمین اکادمی ادبیات ڈاکٹر نجیبہ عارف کو یہ اعزاز جاتا ہے کہ انھوں نے کامیابی کے ساتھ وہ شکایات دور کیں جو عرصے سے ہم جیسے کچھ لکھاریوں کو تھیں ۔کسی ادارے کو کسی جکڑے ہوئے نظام سے نکالنا مشکل کام ہوتا ہے جو کہ ڈاکٹر نجیبہ نے کر دکھایا اور اکادمی ادبیات میں بہت سارے لکھاریوں کی شرکت نے ادارے کو ایک نئی تازگی دی ہے ۔ہمیں یہ امید ہے کہ جس تبدیلی کا آغاز ادارے میں ہوا ہے وہ جاری رہے گا ۔مکمل کالم جلد آئے گا انشاء اللہ

عائشہ مسعود

حسن آباد سے اکادمی ادبیات اسلام آباد پاکستان تک، آمینہ یونس، گلگت بلتستان، کالچے

اکادمی ادبیات اسلام آباد پاکستان کا اہل قلم کے اقامتی منصوبے کا اشتہار تو میں نے ضرور پڑھا تھا مگر درخواست دینے کا خیال نہیں آیا۔ پھر کسی کے کہنے پر اللہ کا نام لے کر درخواست بھیج دی اور انتظار میں رہی کہ کیا ہوتا ہے، منتخب ہوتی ہوں یا مسترد۔ اس اقامتی منصوبے کا شیڈول 15 جنوری سے 24 جنوری تک تھا۔ جب 6 اور 7 جنوری کی بھی تاریخ گزر گئی اور کوئی فون نہیں آیا تو میں نے سوچا شاید میرا انتخاب نہیں ہوا ہے۔ کوئی بات نہیں، سردی میں سفر کرنا بھی مشکل کام ہوتا ہے، یہ سوچ کر دل مطمئن تھا۔ مگر 9 جنوری کی شام موبائل کی گھنٹی بجی تو میں نے امی سے کہا، امی موبائل ذرا ادھر دیں، لگتا ہے کوئی ضروری فون ہے۔ امی کے ہاتھ سے موبائل لے کر دیکھا تو پی ٹی سی ایل کا نمبر تھا۔ جلدی سے کال اٹینڈ کی اور کچن سے باہر بھاگی کہ کہیں سگنل ڈراپ نہ ہو جائیں ہیلو ہیلو کہنے پر آگے سے پوچھا گیا، کیا آپ آمینہ یونس ہیں؟ میں نے فوراً کہا، جی جی، میں آمینہ یونس ہوں۔ انھوں نے کہا، میں اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد سے آمنہ بات کر رہی ہوں، آپ کو دس روزہ اقامتی منصوبے کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے، مبارک ہو۔ میں نے الحمدللہ کہا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد گھر والوں کو بتایا مگر ان کی طرف سے کوئی خاص ردِ عمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ زبردستی امی کے گلے لگی اور مبارک باد دی، پھر بھتیجی کو کھینچ کر گلے لگایا اور کہا مجھے مبارک تو دو۔ اس کے بعد بھابھیوں کے گلے لگ کر مبارک باد وصول کی۔ رات کو ابا کو بتایا، پھر تینوں بھائیوں سے باری باری مبارک باد لی، تب جا کر دل کو تسلی ہوئی۔ پھر جانے کا مسئلہ درپیش تھا کہ کیسے جاؤں، آخر یہ فیصلہ ہوا کہ بذریعہ ہوائی جہاز جاؤں کیونکہ بذریعہ روڈ جاتی تو صبح چار بجے پیر وہاں ڈھائی پہنچنا پڑتا جو مشکل ہوتا۔ 14 تاریخ کا ٹکٹ لیا اور 13 جنوری کی صبح آٹھ بجے ہم گھر سے نکلے، بارہ بجے سکردو پہنچے اور رات وہیں قیام کیا کیونکہ سکردو میں قیام کے بغیر آگے سفر ممکن نہیں ہوتا۔ اگلی صبح ساڑھے نو بجے گھر سے نکلی، گاڑی سے اتری تو فوراً سامان کی چیکنگ ہوئی، اور ٹکٹ دے کر کہا گیا کہ جلدی ایئر بلیو کے دروازہ نمبر دو پر پہنچیں۔ چیکنگ کے مراحل سے گزر کر دروازے پر پہنچی تو لوگ باہر نکل رہے تھے۔ وہاں سے بس میں سوار ہوئی اور جہاز کے پاس اتر کر ایک لڑکی سے کہا میری ایک تصویر بنا دیں، اسٹیٹس بھی لگانا تھا۔ بابا۔ پھر جہاز میں سوار ہوئی اور ہوا کے دوش پر اڑتے ہوئے بارہ بجے اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر جہاز لینڈ کر چکا تھا کچھ دیر بعد سامان سے اپنے بیگ کو اٹھایا، ٹرالی لی، سامان رکھا اور باہر آگئی جہاں میرا کزن مجھے لینے آیا ہوا تھا۔ وہاں سے علی پور گئی جہاں ماموں کے گھر ایک رات قیام کیا۔ 15 جنوری کی شام میری بہن اور بھتیجی کے ساتھ اکادمی ادبیات پاکستان کی طرف روانہ ہوئی۔ گاڑی سے اتر کر اندر داخل ہوتے ہی دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور آنکھیں نم ہو گئیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنا بڑا کرم کیا ہے کہ میں پاکستان کے علم و ادب کے گھر میں داخل ہو رہی ہوں۔ یہ شرف ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ میں نہ ماسٹر ڈگری ہولڈر ہوں اور نہ پی ایچ ڈی، اس کے باوجود میرا شمار پاکستان کے ادبی افق پر لکھا گیا ہے، جو میرے لیے مقامِ شکر تھا۔ شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے، ہم اندر بڑھے، کاؤنٹر پر نام پوچھا گیا اور ایک فارم پر کرنے کو دیا گیا فارم جمع کروانے کے بعد مجھے سامنے والے کمرے میں بھیج دیا گیا۔ میری بہن واپس چلی گئی اور بتایا گیا کہ میرا سامان کمرے میں پہنچا دیا جائے گا، یوں میں ادبی گھر میں آ گئی تھی۔ اگلے دن سب شرکا سے ملے، چھ خواتین اور چودہ مرد، کل بیس افراد تھے۔ سب کا تعارف ہوا۔ صبح دس بجے اکادمی ادبیات کے شیخ ایاز ہال میں ہمارا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ اس کے بعد ہر روز مختلف دانشوروں اور شعرا نے اپنے علم سے ہمیں فیض یاب کیا اور بار بار یہ باور کرایا کہ ہم میں سے کوئی بھی کسی سفارش پر نہیں بلکہ اپنی اپنی قابلیت پر اس منصوبے کا حصہ بنا ہے۔ اس کے بعد یہ دس دن ایسے گزرے کہ دن اور رات کی خبر نہ رہی۔ صبح دس بجے سیشن شروع ہوتے اور رات گئے تک جاری رہتے، کبھی حلقۂ ادب، کبھی مکالمہ، کبھی چائے، کتابیں اور باتیں، تو کبھی ملک کے نامور شعرا اور دانشوروں کے گھروں میں کئی گھنٹوں پر محیط ادبی محفلیں سجتیں۔ ان سب کا مقصد میڈم نجیبہ عارف صاحبہ کے وہ زریں خیالات تھے جن کے ذریعے وہ دور دراز علاقوں کے ادیبوں اور شاعروں کو ادب کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرانا اور بڑے دانشوروں کے خیالات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرانا چاہتی تھیں۔ ان میں فرخ یار جیسے ملنسار، شفیق اور عاجز انسان، میڈم تحریم جیسی نرم گفتار اور صاحبِ بصیرت خاتون، محمد حمید شاہد صاحب جیسے علم، خلوص اور محبت نچھاور کرنے والے، اہل خانہ قیصرہ علوی جیسی تہذیب و تمدن کی علمبردار، انشا اللہ جیسے بے باک مگر شگفتہ انداز گفتگو رکھنے والے، اور فاطمہ علوی صاحبہ جیسی سراپا اخلاق شخصیت شامل تھیں، سب نے اپنے اپنے علم کے سمندر سے ہمیں سیراب ہونے کا موقع دیا۔ اس دس روزہ اقامتی منصوبے نے ہمیں نہ صرف بہت سی نئی چیزوں سے روشناس کرایا بلکہ گہرے مشاہدات کا موقع بھی دیا۔ اکادمی ادبیات پاکستان کی چیئرپرسن میڈم نجیبہ عارف صاحبہ اور ڈاکٹر بی بی آمینہ صاحبہ ہمیں بچوں کی طرح ٹریٹ کرتے ہوئے بے حد مہربان لگتیں۔ ان دس دنوں میں ہم نے وہ کچھ سیکھا جو شاید برسوں میں نہ سیکھ پاتے، ساتھ ہی یہ بھی جانا کہ اہل ادب نے اس ادبی مرکز کو قائم کرنے میں کن مشکلات کا سامنا کیا اور کس طرح اسے آج تک قائم رکھا گیا۔ میں اکادمی ادبیات پاکستان کی بے حد شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مجھے اس منصوبے میں شامل کیا، یہ میرا پہلا باقاعدہ ادبی سفر تھا جس میں مجھے ادب کی روح سے شناسائی کا موقع ملا۔ اکادمی ادبیات پاکستان نے نہ صرف ہمیں بہترین رہائش اور اچھا کھانا فراہم کیا بلکہ ہمارے سامنے ادب کا ایک دریا رکھ دیا اور ہمیں اختیار دیا کہ ہم جیسے چاہیں اس سے فیض یاب ہوں، چلو سے پئیں، گلاس سے پئیں یا ڈبکی لگا لیں۔ یہ سب میڈم نجیبہ عارف صاحبہ کی ادب سے محبت اور ان کی ٹیم کے خلوص کا نتیجہ تھا، جس سے ہم نے اپنی علمی پیاس بجھانے کی بھرپور کوشش کی۔ اس کے علاوہ ہمیں مختلف کتب خانوں اور جامعات کے مطالعاتی دورے بھی کرائے گئے۔

آخری رات فرحین خالد صاحبہ نے ہوٹل میں دعوت کا اہتمام کیا تھا، جہاں بہترین کھانوں کے ساتھ اعلیٰ درجے کی شاعری سے بھی لطف اندوز ہونے کا موقع ملا۔ یہ محفل رات گئے تک جاری رہی۔ فرحین خالد صاحبہ اور اُن کے رفقا نے ہمیں کتابوں کا تحفہ دیا، اور وہاں سے بے حد محبت اور احترام سمیٹ کر لوٹے۔

یوں ایک ادبی ورکشاپ اپنے اندر بہت سے رنگ سموئے اپنے اختتام کو پہنچی

اگلہ حصہ رائٹرز ہاؤس پر لکھا جائے گا ان شاءاللہ

Mahnaz Anjum + 6 others.
4d

پاکستان اکیڈمی آف لیٹرز کا بین الصوبائی اقامتی منصوبہ تسلسل کے ساتھ ادب اور اہلِ قلم کو یہ قیمتی موقع فراہم کر رہا ہے کہ وہ یکسوئی کے ساتھ تخلیق کریں، مختلف زبانوں اور خطّوں کے ادیبوں سے فکری و تخلیقی تعامل بڑھائیں اور ایک بہتر ادبی ماحول میں اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کر سکیں۔ اسی تسلسل میں تقریبِ رونمائی کتب میں قیوم نظر: شخصیت اور فن کے حوالے سے میں نے بھی اظہارِ خیال کیا ۔ ان بامقصد ادبی سرگرمیوں پر اکیڈمی کی چیئرپرسن ڈاکٹر نجیبہ عارف اور پوری انتظامیہ بلاشبہ مبارکباد کی مستحق ہے۔

Naeem Fatma Alvi

All Photos Reels

Naeem Fatma Alvi
3d

اقامتی منصوبے کے تحت ملک کے مختلف صوبوں سے آنے والے اہلِ قلم کا اگلا پڑاؤ میرے نعمت کدے پر تھا، جہاں اکیس اہلِ قلم سمیت تقریباً چالیس تخلیق کاروں اور فنکاروں نے شرکت کی۔

یوں محسوس ہوتا تھا جیسے عید کا سماں ہو رنگوں میں بھیگی دیوالی، یا پھر ملن کی کوئی جیتی جاگتی، مسکراتی شام۔

ابتدا ہی سے طے تھا کہ اس نشست کو نہایت غیر رسمی، بے تکلف اور بھائی چارے کے ماحول میں گوندھ کر بنایا جائے گا۔

چنانچہ کھانا پکانے سے لے کر نظامت، گفتگو اور باہمی مکالمے تک سب کچھ محبت، خلوص اور اپنائیت کے دھاگوں سے جڑا ہوا تھا۔

مجھے دوستوں کے لیے خود پکانا، انہیں اپنے گھر بلا کر کھلانا اور ان کی رفاقت میں لمحے سمیٹنا بے حد لطف دیتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کے دنوں میں میں ہمیشہ طلبہ سیاست کا حصہ رہی۔ الیکشن لڑنا، اختلاف کے بیچ کھڑا ہونا یہ سب میرے مزاج میں شامل تھا۔ ایک بار کسی نے ہنستے ہوئے کہا:

تم تو دھان پان سی ہو، اور ایسے پھڈوں میں چٹان کی طرح کھڑی ہو جاتی ہو، تمہیں ڈر نہیں لگتا؟

اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتی، میری چھ فٹ لمبی، ہٹی کٹی جٹی دوست بول اٹھی:

"میں ہوں نا! کوئی سامنے آ کر دیکھے تو سہی۔"

سچ یہ ہے کہ جب میرے بہت پیارے دوست میرے ساتھ ہوتے ہیں، شاباش دیتے ہیں، ہر مشکل میں شانہ بشانہ کھڑے ہوتے ہیں، تو میرا سیروں خون بڑھ جاتا ہے— حوصلہ بھی، طاقت بھی، یقین بھی۔

آج کی محفل میں ڈاکٹر وحید رانا، سید محمد علی، محمودہ قمر، تحریم ظفر، قیصرہ علوی، صبغت اللہ، فریدہ حفیظ، فرح دیبا اور گھوٹکی، خیرپور، لاڑکانہ، حیدرآباد، نوشہرہ، مانسہرہ، چارسدہ، پنگورہ، کوئٹہ، خاران، خضدار، جڑانوالہ، لیہ، شاہ پور، حافظ آباد، ساہیوال، سکردو، کانچھے اور مظفرآباد سے آنے والے یہ سب خواتین و حضرات جب میرے نعمت کدے پر جمع ہوئے، تو یوں لگا جیسے پاکستان قوس قزح کے تمام رنگوں سے سج گیا ہو۔

کہاں ہمیں روز روز یہ موقع ملتا ہے کہ ہم ان سب رنگوں کو جذب کریں اور اپنی شخصیت کا حصہ بنا لیں۔

کیونکہ بقولِ اقبالؒ:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

میرے نعمت کدے میں جب یہ سب لوگ آئے تو وہ محض ایک گھر نہیں رہا قوس قزح بن گیا جہاں پاکستان کے سب رنگ ایک دوسرے میں گھل مل گئے۔ ہم نے بلوچستان پر بات کی، کشمیر کا ذکر ہوا، سندھ کی دھرتی زیرِ گفتگو آئی، پنجاب موضوعِ بحث رہا، اور پھر بزمِ اطفال پر کھل کر اظہارِ خیال کیا گیا۔ ادبی منظرنامے پر سوال و جواب ہوئے، گیت گائے گئے اور وقت کا بہترین مصرف کیا گیا۔

زندہ باد ڈاکٹر نجیبہ عارف! وطن سے محبت، یکجہتی اور اہلِ قلم کے اس خوبصورت ملن کو آپ کی بصیرت، ذہانت اور حبّ الوطنی کے استعارے کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا

Saeed Akhtar Malik + Pakistan Academy of Letters.
19h

اکیڈمی ادبیات اسلام آباد کی چیئرپرسن نجیبہ عارف صاحبہ نے ادبی سرگرمیوں اور بین الصوبائی باہمی روابط کو مزید فروغ دینے کے لئے دس روزہ اقامتی منصوبہ شروع کیا ۔ اس سال یہ دوسرا منصوبہ تھا جس میں میرٹ پہ نوجوان لکھاریوں کو تمام پاکستان سے منتخب کر کے اسلام آباد میں مدعو کیا گیا اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ادیبوں اور شاعروں سے ملاقاتوں اور ادبی نشستوں کا شاندار حسن انتظام کیا۔

یہ بین الصوبائی اقامتی منصوبہ ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا اور محترمہ نجیبہ عارف صاحبہ نے اکادمی ادبیات میں قابل قدر اور لائق تحسین مختلف معیاری ادبی پروگرام شروع کئے۔ اختتامی اجلاس میں تمام مہمانوں گرامی نے انہیں اور انکے معاونین اختر رضا سلیمی اور دیگر افسران کی کوششوں کو دل کھول کے سراہا۔

اختتامی اجلاس کی صدارت سینیٹر پرویز رشید نے کی۔ مہمانان خصوصی میں کشور ناہید ، جبار مرزا ، مقصود جعفری ، امداد آکاش اور خاکسار سعید اختر ملک تھے۔ پروگرام کی کامیاب نظامت رحمان حفیظ نے کی ۔ اجلاس کے آخر میں شرکاء کو کتابوں کے تحائف دیے گئے ۔